www.naqshbandiaowaisiah.com

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

اللہ
رسول
محمد

جنوری
2004ء

المرشد

ماھنامہ چکوال

پاکستان میں صدارتی نظام ھی درست رھے گا

منارہ میں امیر محمد اکرم اعوان کا تازہ ترین انٹرویو

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المُرشد چکوال

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

جنوری 2004ء ذیعقد / ذی الحجہ 1424ھ

جلد نمبر 25 ✻ شمارہ نمبر 6

مدیر ——— چودھری محمد اسلم

مجلس ادارت

اعجاز احمد اعجاز ✻ سرفراز حسین

سرکولیشن مینجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹرڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

اس شمارے میں

1- (اداریہ)	محمد اسلم	3
2- امیر محمد اکرم اعوان کا انٹرویو	محمد اسلم	4
3- دعوت الی اللہ	امیر محمد اکرم اعوان	8
4- نزولِ قرآن	امیر محمد اکرم اعوان	13
5- اسلام کا نفاذ	امیر محمد اکرم اعوان	22
6- ایجنسیاں کیا کر رہی ہیں؟	امیر محمد اکرم اعوان	32
7- باتیں ان کی خوشبو خوشبو	مولانا اللہ یار خانؒ	39
8- ایمان و یقین برکات نبوی	امیر محمد اکرم اعوان	42
9- من الظلمت الی النور	میجر محمد صادق	51
10- کلامِ شیخ	سیماب اویسی	54
11- قیام قیامت	حافظ عبدالرزاق	55
12- مراسلات	قارئین	56

بدل اشتراک	سالانہ
پاکستان	250 روپے
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	
مشرق وسطی کے ممالک	100 ریال
برطانیہ - یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

ناشر - پروفیسر عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد اے - ٹی - ایم - بلڈنگ پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد - فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk

E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المُرشد اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور - فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسرار التنزیل

مختصراً غیبت کے مسائل

کسی کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرنا غیبت ہے اور اگر اس میں وہ برائی نہ ہو تو بہتان ہوگا۔ لہذا اگر کسی کی غیبت کی جائے تو اگر اسے علم نہیں ہوا تو جس کے سامنے کی گئی اس کے سامنے غلطی کا اعتراف کرے اور اگر اسے علم ہو گیا ہو تو اس سے بھی معاف کرائے۔ اسی طرح بچے کافر ذمی اور مجنون کی غیبت بھی حرام ہے نیز زبان سے ہو یا اشارہ کر کے سب حرام ہے ہاں چند صورتیں استثنٰی کی ہیں جیسے کسی سے برائی پھیلنے کا اندیشہ ہو تو لوگوں کو اس کے شر سے بچانے کے لئے آگاہ کیا جائے یا کسی ایسے شخص یا ادارے کو آگاہ کرنا جو اس کی اصلاح کر سکے جائز ہوگا غرض مقصد محض اس کی تحقیر نہ ہو اصلاح ہو۔ اے لوگو ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک خاتون سے پیدا فرمایا اور تمہارے مختلف کنبے اور قبیلے بنا دیئے کہ تمہاری پہچان ہو جائے اور بس جہاں تک عزت و شرف کا تعلق ہے تو اللہ کے نزدیک تم میں سے بڑا شریف وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہے اور پرہیزگاری ایسا وصف ہے جسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بندوں کے پاس کوئی پیمانہ نہیں لہذا سب افراد کی حسب مراتب عزت کیا کرو کہ اللہ علم رکھنے والا باخبر ہے وہ سب کو خوب جانتا ہے۔ مدینہ منورہ میں ریاست کے قیام سے لوگوں کے دنیاوی مفادات وابستہ ہو گئے تو دیہات سے آنے والے بعض لوگوں نے بظاہر اطاعت اختیار کر لی۔ عبادات بھی کر لیتے مگر ذاتی فائدے کے لئے کہ تصدیق قلبی نصیب نہ ہوئی تھی مگر بارگاہ نبوت میں اپنے مومن ہونے کا تذکرہ ایسے انداز میں کیا جیسے بڑا احسان کیا ہو تو ارشاد ہوا کہ ان سے فرما دیجئے تم ایمان نہیں لائے ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہو کہ تم نے اطاعت اختیار کر لی اور تسلیم کر لیا حالانکہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر کے خلوص دل سے ایمان قبول کر لو تب تمہارے یہ اعمال جو محض نقل تھے اللہ انہیں بھی قبول فرما کر ضائع نہ کرے گا اور تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا کہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (حم ۲۶. الحجرات)

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ ○ پاکستان اور صدارتی نظام ○ ○○○○

حضرت امیر محمد اکرم اعوان نے ماہنامہ المرشد کو انٹرویو دیتے ہوئے اپنی یہ بات پھر دہرائی ہے کہ ''پاکستان میں اسلامی اصولوں کے تابع صدارتی نظام یعنی ''ون مین رول'' One Man Rule ہی موزوں ہے کیونکہ موجودہ پارلیمانی نظام میں صدر اور وزیراعظم میں کشمکش رہتی ہے پارلیمانی نظام میں ایم این اے اور ایم پی اے کے الیکشن میں پٹواری سے لیکر اعلیٰ افسران تک مداخلت کرتے ہیں۔ جلسے اور جلوسوں پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں جس سے ملک کا معاشی نقصان بھی ہوتا ہے اس صورت میں پارلیمانی نظام ہمارے ملک کے حالات کے مطابق درست نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ صدارتی نظام ہو' صدارت کا امیدوار پہلے اپنی پارٹی سے منتخب نمائندہ ہو اور صدارت کیلئے براہ راست انتخابات ہونے چاہئے پھر منتخب صدر اپنی مرضی سے گورنر اور کابینہ نامزد کرے''۔

امیر محمد اکرم اعوان کی یہ بات بالکل درست ہے کہ موجودہ پارلیمانی نظام پاکستان کیلئے درست نہیں ہے۔ 1947ء سے لیکر 1957ء تک وزیراعظم اور گورنر جنرل کے درمیان کشمکش رہی اور اس دوران تقریباً چھ وزرائے اعظم کو برطرف کیا گیا مزید یہ کہ وطن عزیز میں کوئی قابل ذکر ترقیاتی کام بھی نہیں ہوئے۔

صدر ایوب خان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد ملک میں ترقیاتی کام ہوئے۔ ڈیم' بجلی اور سڑکوں کے نظام کے ساتھ ساتھ زراعت اور صنعت کے میدان میں بھی ترقی ہوئی۔ اس کی صرف یہی وجہ تھی کہ صدر ایوب خان نے اقتدار سنبھالنے کے بعد پارلیمانی نظام کو ختم کر کے صدارتی نظام رائج کیا تھا۔ ضیاء الحق کے ابتدائی دور میں خوب ترقی ہوئی مگر جب ضیاء الحق نے دوبارہ پارلیمانی نظام بحال کیا تو پھر وہی لڑائیاں جھگڑے اور مفادات کی جنگ شروع ہوگئی تب سے لیکر اب تک یہی صورتحال جاری ہے۔ مہذب ملکوں میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان اکثر معاملات پر مفاہمت ہوتی ہے مگر ہمارے ہاں صدر اور وزیراعظم کے درمیان بھی ہم آہنگی نہیں پائی جاتی۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وفاقی اور صوبائی کابینہ کے علاوہ انتظامیہ بھی اپنے اپنے مفادات کیلئے سرگرداں رہتی ہے۔ اس صورت میں تعمیر نو کی بجائے وقت اور سرمائے کا بہت ضیاع ہوتا ہے۔

ان حالات میں تو یہ بات طے شدہ ہے کہ ہمارے ملک میں پارلیمانی نظام درست طریقے سے نہیں چل رہا تو بہتر یہی ہے کہ صدارتی نظام لایا جائے کیونکہ صدارتی نظام ہمارے مزاج اور اسلامی اصولوں کے مطابق ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

انٹرویو

امیر محمد اکرم اعوان
کا تازہ ترین انٹرویو

19 دسمبر 2004ء بروز جمعتہ المبارک کو مدیر ماہنامہ ''المرشد'' محمد اسلم نے منارہ میں امیر تنظیم الاخوان امیر محمد اکرم اعوان سے ملاقات کی اس ملاقات میں انہوں نے امیر محمد اکرم اعوان سے عراق میں صدام حسین کی گرفتاری' عراقی عوام کی مزاحمت اور بدلتے ہوئے عالمی تناظر کے ساتھ وطن عزیز کی سیاسی صورتحال پر انٹرویو کیا۔ جو قارئین ''المرشد'' کیلئے پیش ہے۔

(ادارہ)

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال:- امریکی فوجیوں کے ہاتھوں سابق عراقی صدر صدام حسین کی گرفتاری پر عام مسلمان Hurt محسوس کر رہا ہے؟

جواب:- لوگوں کو صدام کی ذات کے حوالے یا اس کی گرفتاری پر شاید اتنا Interest نہ ہو مگر امریکہ کا جو مسلمانوں کے بارے میں رویہ ہے وہ ضرور Hurt کر رہا ہے کیونکہ امریکہ جب چاہتا ہے مسلمانوں کی تضحیک کرتا ہے صدام حسین چونکہ مسلمان ہے اور اسے جس طریقے سے ٹی وی پر دکھایا گیا جس میں ان کی داڑھی بھی بے تکی بڑھی ہوئی تھی اور بعد میں بغیر داڑھی کے دکھایا گیا۔ یہ تضحیک آمیز منظر اور ان جیسے سینکڑوں مناظر مسلم دنیا کو Hurt کر رہے ہیں۔

سوال:- صدام حسین کی گرفتاری کے حوالے سے کچھ حلقے کہہ رہے ہیں کہ اسے پہلے ہی گرفتار کیا گیا تھا؟

جواب:- ہاں! سابق عراقی صدر صدام حسین کو ان کے بیٹوں کی ہلاکت کے دنوں میں ہی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ لیکن اسے منظر عام پر اب لایا گیا ہے چار ماہ تفتیش کے دوران امریکی انہیں نے منشیات دیتے رہے لیکن کچھ بھی اگلوانے میں نا کام رہے۔ صدام حسین کی گرفتاری اڑھائی کروڑ ڈالر کی وجہ سے ہوئی۔ اس سے عراق میں مزاحمت متاثر نہیں ہوگی بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوگا۔

سوال:- صدام کی گرفتاری سے کیا جنگ میں کوئی فرق پڑے گا؟

جواب:- نہیں! اتنے عرصے سے گرفتار ہے بلکہ اس سے پہلے جیسے میں نے کہا ہے کہ مزاحمت بڑھی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ سابق عراقی صدر اینٹی امریکہ جماعتوں اور جہادی قوتوں کے مخالف تھے۔ صدام حسین جتنا عرصہ صدر رہا اس نے انتہا پسند اور جہادی تنظیموں کو اپنے ملک میں گھسنے نہیں دیا جبکہ اب ساری جہادی تنظیموں نے عراق کو اپنا Base بنالیا ہے۔

سوال:- امریکہ کا عراق کے بارے اندازہ غلط ثابت کیوں ہوا ہے؟

جواب:- امریکہ کے اندازے پہلے کب درست ہوئے ہیں؟ کیا کوریا' ویت نام اور افغانستان میں اس کے اندازے درست ہوئے ہیں؟ امریکی کام کم کرتے ہیں اور دعوے زیادہ کرتے ہیں۔ ہم لوگ خواہ مخواہ ہی امریکہ سے مرعوب ہیں۔ امریکہ سے دانشمندی کی توقع رکھنا بے وقوفی ہے۔ امریکہ دانش مند ہوتا تو عراق پر حملہ کی بجائے صدام کو ساتھ ملاتا کیونکہ صدام کون سا نظریاتی مسلمان تھا امریکہ کی بے وقوفی دیکھیے کہ اسرائیل کی مدد کر کے پورے عرب بلکہ عالم اسلام کو اپنا مخالف کیا ہوا ہے۔

سوال:- امریکہ کتنا عرصہ عراق پر اپنا تسلط رکھے گا؟

جواب:- عراق میں افغانستان کی طرح پٹھو حکومت نہیں بنے گی گو افغانستان میں بھی پٹھو حکومت کا کنٹرول صرف کابل تک ہے اگر امریکہ عراق میں زیادہ دیر رہے گا تو جانی اور معاشی نقصان اٹھائے گا۔ اس کی مشکلات میں اضافہ ہوگا اور یہ بات عراقی مجاہدین کے حق میں جائے گی۔ اس کی ایک مثال میں دیتا ہوں کہ یہ ان دنوں کی بات ہے جب روس کا افغانستان پر قبضہ تھا۔ اس جنگ کے دوران شہروں میں روسیوں کی ہلاکتیں بڑھنے پر ایک افغان کمانڈر نے گوریلوں کو حکم دیا تھا کہ شہروں میں حملے کم کیے جائیں کیونکہ زیادہ ہلاکتوں سے خوف زدہ ہو کر روسی بھاگ جائیں گے اور ہمیں ابھی روسیوں کو بھاگنے سے روکنا ہے تاکہ وہ جنگ کے نتیجے میں اتنا کمزور ہو جائے کہ افغانستان پر دوبارہ چڑھائی کے قابل نہ رہے۔ بالکل اسی طرح سے عراق میں امریکی فوج کا قیام طویل ہوا تو امریکہ اتنا کمزور ہو جائے گا کہ پھر کسی ملک پر حملہ کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔

سوال:- عراق میں امریکہ کو جس مزاحمت کا سامنا ہے کیا امریکہ اب شام اور ایران پر حملہ کی جرات کرے گا؟

جواب:- امریکہ اگر عراق سے جلدی نہ نکلا تو امریکہ پھر کسی بھی ملک پر حملہ کرنے کے قابل نہ رہے گا آپ کو یاد ہوگا افغانستان پر روس کے حملہ پر روسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

افواج جب مجاہدین کے ساتھ آٹھ دس سال لڑتی رہیں تو روس جب وہاں سے نکلا تو دوبارہ اٹھنے کے قابل نہیں رہا۔ یہی حال امریکہ کا ہوگا۔

سوال:- صدام حسین بطور صدر کیسا آدمی تھا؟

جواب:- صدام حسین کوئی نظریاتی مسلمان نہیں تھا لیکن اپنے عوام کیلئے اس نے بہت اچھے کام کئے عراق میں بجلی، تعلیم، ٹیلی فون اور میڈیکل کی سہولیات بالکل مفت تھیں۔ ایک عام آدمی کو اور کیا چاہیئے تھا؟ عام آدمی بھی صرف تیس منٹ کے اندر صدام سے ملاقات کر سکتا تھا۔

سوال:- کیا صدر بش انتخابات جیت لے گا؟

جواب:- میرے خیال میں مشکل ہے ہاں اگر پہلے کی طرح جیت جائے تو اور بات ہے پہلے بھی چند متنازعہ ووٹوں سے جیتا تھا۔ عراق جنگ کی وجہ سے امریکی عوام بش سے نالاں ہیں اربوں ڈالر عراق میں خرچ آ رہا ہے اور اس کا سارا بوجھ امریکی عوام پر پڑ رہا ہے پھر روزانہ عراق سے امریکی فوجیوں کی لاشیں جا رہی ہیں امریکی عوام کو حکومت نے جو سبز باغ دکھائے تھے کہ عراق پر قبضے کے بعد اربوں ڈالر تیل ملے گا عراق میں کنسٹرکشن Consturuction کا اربوں ڈالر کا کام نکلے گا۔ اور عراقی عوام امریکیوں کو ویلکم کہیں گے لیکن یہاں تو سارا معاملہ الٹ ہو گیا۔

سوال:- عراق کے حوالہ سے صدر مشرف نے جو سٹینڈ Stand لیا ہے کیا وہ درست ہے؟

جواب:- عراق کے حوالے پاکستانی حکومت کا کوئی سٹینڈ نہیں۔

I do not think they have any stand.They are lying and resting.

(میرے خیال میں ان کا کوئی سٹینڈ نہیں ہے وہ لیٹے ہوئے آرام کر رہے ہیں۔)

مشرف نے عراق کے حوالے سے جو سٹریٹیجی اپنائی ہے وہ درست ہے کیونکہ موجودہ حالات میں جنگ سے اپنے آپ کو بچانا بالکل درست موقف ہے۔

سوال:- سارک کانفرنس میں بھارتی وزیر اعظم کو بلانے کے لئے بار بار درخواست کرنا کیا جھکنا نہیں ہے؟

جواب:- سارک کانفرنس میں بھارتی وزیر اعظم کو قائل کرنا جھکنا نہیں ہے بلکہ یہ آداب میزبانی کے مطابق ہے دونوں ممالک میں کشیدگی ختم ہونی چاہیئے۔ ہمسایہ ممالک کے خلاف خواہ مخواہ باتیں کرنا درست رویہ نہیں، کشیدگی سے دونوں ملکوں کی عوام کی مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے۔ دونوں ممالک کے وہ لوگ جن کے عزیز و اقارب بارڈر پار رہتے ہیں۔ Suffer ہوتے ہیں

سوال:- کچھ حلقے کہہ رہے ہیں کہ سعودی عرب کے شہر ریاض اور پنڈی میں جو بم دھماکے ہوئے وہ امریکہ نے کروائے ہیں؟

جواب:- میرے خیال میں ایسا نہیں ہے یہ دھماکے کرنے والے لوگ اینٹی امریکن Anti American ہے۔ وہ امریکہ کو اس کے غلط کردار کی وجہ سے اسے سبق سکھانا چاہتے ہیں اور جو لوگ امریکہ کا ساتھ دیتے ہیں اُن کو بھی نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کرتے۔

سوال:- راولپنڈی میں مشرف پر حملہ کیا پیغام دے رہا ہے؟

جواب:- صدر پر حملہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ یہاں تو لیاقت علی خاں سے لیکر حکیم سعید تک سب پر حملے ہوئے مگر کوئی مجرم پکڑا نہیں گیا۔ اگر صدر پر حملہ ہو سکتا ہے تو عام آدمی کی سیکورٹی کی کیا ضمانت ہے؟ اگر پہلے قاتل پکڑے جاتے تو ایسا نہ ہوتا۔ صدر مشرف پر حملہ کرنے والے انتہائی تربیت یافتہ اور ماہر لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ جہادی تنظیموں کے پاس ایسی تربیت اور وسائل نہیں ہیں کہ وہ ایسا کر سکیں۔ کہیں نہ کہیں گڑبڑ ضرور ہے۔ وہ کون تھے خدا بہتر جانتا ہے۔

سوال:- پچھلے دو ماہ میں تین شخصیات نوابزادہ نصر اللہ، شاہ احمد نورانی، اور مولانا اعظم طارق ہم سے رخصت ہو گئیں۔ ان کی عدم موجودگی سے یا ملکی

www.naqshbandiaowaisiah.com

سیاسی صورت حال متاثر ہوئی ہے؟

جواب :- نوابزادہ نصر اللہ کے انتقال سے ملک کی سیاسی فضا متاثر ہوئی ہے کیونکہ وہ صف اول کے سیاسی کھلاڑی تھے۔ ایک دیانتدار اور با اصول سیاست دان تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا اعظم طارق بھی دیانتدار اور با اصول تھے لیکن ان کے انتقال سے ملکی سیاست اس طرح متاثر نہیں ہوئی بلکہ صرف ان کی پارٹیوں کو نقصان پہنچے گا۔ جبکہ نوابزادہ صاحب قومی سطح کے آدمی تھے۔

سوال :- اخباری اطلاعات کے مطابق حکومت اور ایم ایم اے کے درمیان ایل ایف او پر مفاہمت ہو رہی ہے کیا اپوزیشن کا پچھلے ایک سال سے پارلیمنٹ اور سینٹ میں ایجی ٹیشن کرنا درست تھا؟

جواب :- میں اس بات پر ضرور متفق ہوں کہ صدر کو باوردی نہیں ہونا چاہئے اور ایل ایف او کو پارلیمنٹ سے پاس کروانا چاہئے مگر میں ایم ایم اے کے اس نکتہ پر متفق نہیں ہوں کہ ان ایشوز کو کھڑا کر کے ملک کا سارا نظام سٹینڈ سٹل Stand still کر دیا جائے۔

سوال :- لوگ کہتے ہیں کہ جمالی کمزور وزیر اعظم ہے؟

جواب :- اپوزیشن اسمبلی میں اپنا رول ادا نہیں کر رہی اور حکومت نے بھی ان کے لاتعلق رہنے کی وجہ سے کوئی کام نہیں کیا۔ ایسے میں جمالی کو کامیاب یا ناکام وزیر اعظم کیسے کہا جا سکتا ہے؟ اگر پرائم منسٹر صدر مشرف کے خلاف کچھ بولے گا تو اپنا کام خود ہی خراب کرے گا۔

سوال :- ایک اطلاع کے مطابق صدر مشرف سابق وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف کے ساتھ کوئی ڈیل Deal کر رہے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب :- بھائی سیاست میں سب چلتا ہے جیسے حالات ہوں حکومتیں ویسے ہی اقدام کرتی ہیں۔ اگر کل نواز شریف یا بینظیر سے صدر مشرف کی ڈیل ہو جاتی ہے تو یہ کوئی انہونی بات نہیں۔ ویسے شہباز شریف کے ساتھ ڈیل والی بات کا میرے پاس یا کسی کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے یہ اندازے ہی ہیں۔

سوال :- پاکستان میں کونسا سیاسی سسٹم درست رہے گا؟

جواب :- پاکستان کیلئے اسلامی اصولوں کے تابع ''ون مین رول'' One Man Rule کا سسٹم درست رہے گا۔ صدر کے لئے براہ راست انتخابات ہونے چاہئے صدارت کا امیدوار پہلے اپنی پارٹی سے منتخب نمائندہ ہو۔ پارلیمانی نظام ہمارے ملک کے حالات کے مطابق درست نہیں۔ جلسے جلوسوں پر کروڑوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ پٹواری سے لیکر صدر تک ہر ایک مداخلت کرتا ہے۔ ون مین رول ہو جس میں صدر اپنی مرضی سے گورنر اور کابینہ نامزد کرے۔ And let the man do its job.

سوال :- پچھلے تین سالوں سے اپوزیشن لوگوں کو سڑکوں پر نہیں لا سکی اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب :- لوگ صرف دو صورتوں میں سڑکوں پر آتے ہیں یا ان کو کھانے کیلئے بالکل نہ ملے۔ یا جب اُن کا پیٹ بھرا ہوا ہو۔ موجودہ حالات میں یہ دونوں صورتیں نہیں ہیں اس لئے پبلک سڑکوں پر نہیں آ رہی ہے۔

سوال :- ان حالات میں آپ یعنی الاخوان نے کیوں خاموشی اختیار کی ہے؟

جواب :- جب بات کرنے سے کچھ حاصل نہ ہو تو خاموشی ہی اچھی ہوتی ہے حکومت اور اپوزیشن کا کوئی اہم ایشو قابل بحث ہی نہیں تو پھر محض اخبار میں نام چھپوانے کی خاطر بیان جاری کرنا میں اچھا نہیں سمجھتا۔ تاہم اس کے باوجود ہم ایسے خاموش بھی نہیں، وقتاً فوقتاً قومی پریس میں ہمارا موقف چھپتا رہتا ہے۔ ☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

دعوتِ اِلی اللہ

دعوت الی اللہ میں یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ اللہ کی مخلوق ہے۔ میرے پاس اس کا پیغام ہے میں نے مالک کا پیغام مخلوق کو دینا ہے۔ میری طرف سے کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ اس کا مفہوم نہیں بدلنا چاہئے تو اللہ کارساز ہے جس جس کو چاہے گا اسے ہدایت دے دے گا اور جب اس سے بات بگڑتی ہے تو وہ مالک ہے وہ جانے اس کی مخلوق جانے' کوئی بھی بندہ ضروری نہیں ہے بندے فانی ہیں لوگ مر جاتے ہیں لیکن کام چلتا رہتا ہے۔ ہر ایک کے ذمے ایک حد تک کام ہے کوشش کیجئے کہ خلوص کے ساتھ اللہ کے جتنے بندوں تک اللہ کی یہ نعمت پہنچ سکے' پہنچا کر اپنا حق ادا کیجئے۔

امیر محمد اکرم اعوان

خطاب جنرل کونسل دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 03-11-21

اعوذ باللہ من الشیطٰنِ الرحیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ والذین جاھدو فینا لنھدینھم سبلنا اللّٰھُمَ سبحٰنک لاعلم لنا اِنّکَ انت العلیم الحکیم . مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبکَ من زانت بہ العصور○

یوں تو ہر چیز سے' ہر ہستی سے ظاہر بھی اللہ ہی ہے لیکن سب سے بڑا غیب بھی اللہ ہے ہر وقت' ہر آن' ہر لحظہ' ہر جگہ موجود ہے لیکن اس بات کا ادراک واحساس کرنا دنیا کا مشکل اور عظیم ترین کام ہے۔ سیالکوٹ کے ہمارے ایک ساتھی ڈاکٹر صاحب' ہوا کرتے تھے بڑے مشہور ڈاکٹر تھے بہت نیک آدمی تھے۔ ان کا طریقہ کار میں نے دیکھا ہے کہ اگر کسی کی دوا لکھ رہے تھے Prescription لکھ رہے ہیں آذان کی آواز کان میں آ گئی تو وہیں قلم رکھ دیتے تھے۔ مریض لاکھ کہتا جی دو گولیاں آپ نے لکھنی ہیں یہ لکھ دیں تو کہتے نہیں، بھئی ادھر سے بلایا جا رہا ہے اور میں تو یہ گستاخی نہیں کر سکتا کہ آواز سننے کے بعد کام کرتا رہوں۔ نماز سے آ کر لکھتے تھے ایک ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئے۔ لاہور سے واپس آ رہے تھے راستے میں حادثہ ہو گیا۔ ایک دن میرے پاس ذکر کے لئے آئے سحری کو ذکر کر کے گئے میں فجر پڑھ کے بیٹھا ہی تھا کہ پھر آ گئے خیر ہو ڈاکٹر صاحب آپ بڑی جلدی واپس آ گئے یا گئے ہی نہیں۔ کہنے لگے جا کر واپس آیا ہوں کیا ہوا۔ کہنے لگے کہ میرے دل میں سوال پیدا ہو گیا ہے کہ جب اللہ ہر جگہ' ہر وقت موجود ہے تو پھر اللہ کے اور ہمارے درمیان کون سی دیوار ہے ہم اسے کیوں نہیں پا لیتے رکاوٹ کیا ہے؟ درمیان میں دیوار کون سی ہے؟ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب باہر کی تو کوئی دیوار نہیں ہے ہم خود دیوار ہیں۔ میں نے کہا آپ کہہ رہے ہیں میں واپس آیا ہوں یہاں سے میں کاٹ دیں باقی اللہ رہ جائے گا۔ اللہ مجھے واپس لایا پھر آپ کو مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہے گی ''میں'' کو درمیان سے نکال دیں۔ اپنی ذات کو درمیان سے نکال دیں۔ اپنے مفادات' اپنی جمع تفریق درمیان سے نکال دیں تو اللہ مل جائے گا اگر ذات مقدم رہے گی' ذات کی ضروریات مقدم رہیں گی' یہ نہیں ضروریات ختم ہو جائیں گی۔ بھوک لگتی ہے' پیاس لگتی ہے' لباس پہننا ہوتا ہے' کاروبار کرنا ہوتا ہے' دنیا میں رہنا ہوتا ہے ضروریات ختم نہیں ہو جاتیں بات اہمیت کی ہے کہ اہمیت کس ذات کو ہے؟ عظمت باری کو ہے یا...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی موجود ہے کہ ہر شخص کو ایک طرف نقصان اٹھانا پڑتا ہے یا قرب الٰہی کی طرف یا ذاتی مفادات کی طرف ایک طرف یقیناً نقصان ہو گا۔ دوسری طرف قائم رہے گی۔ اگر مفادات مقدم ہو جائیں گے۔ تو عظمت باری غائب ہونا شروع ہو جائے گی۔ پھر جب فرصت

اپنی ذات کو درمیان سے نکال دیں۔ اپنے مفادات' اپنی جمع تفریق درمیان سے نکال دیں تو اللہ مل جائے گا۔

ملے گی بندہ سجدہ کر لے گا۔نہیں ملے گی تو نہیں کرے گا۔فرصت ملے گی تو چند لمحے ذکر کر لے گا نہیں ملے گی تو نہیں کرے گا اور اگر ذات کی حیثیت ثانوی ہو گا کھانا ضرور کھانا ہے لیکن مجھے ذکر مس (Miss) نہیں کرنا بعد میں کھالوں گا۔ کام پہ ضرور جانا ہے لیکن نماز چھوڑنا نہیں ہے۔ سفر میں جاتے چلتے راستے میں پڑھ لوں گا۔کہیں سواری پر پڑھ لوں گا لیکن نماز تو ادا کرنی ہے۔ مقدم وہ ہے اہمیت اس کی ہے۔کہ اسے ضرور ادا کرنا ہے ادھر سے دومنٹ لیٹ بھی ہو گیا خیر ہے تو بات اہمیت کی ہے۔اس کو اہمیت دینے کے لئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے' کوشش کرنا پڑتی ہے محنت کرنا پڑتی ہے' اس لئے کہ دنیا کو دنیا کہتے ہی اس لئے ہیں کہ یہ قریب تر ہے۔دنیٰ کا معنی ہوتا ہے بہت نزدیک' جیسے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے ارشاد ہوتا ہے معراج میں ثم دنا فتدلیٰ اور قریب تر ہو گئے۔تو یہ دنا سے ہی دنیا ہے کہ یہ قریب تر ہے۔اس کے نتائج قریب تر ہے۔دَنَا کا معنیٰ ہوتا ہے بہت نزدیک' جیسے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے ارشاد ہوتا ہے معراج میں ثم دنا فتدلیٰ اور قریب تر ہو گئے۔تو دنیٰ سے ہی دنیا ہے کہ یہ قریب تر ہے۔ اس کے نتائج قریب تر ہیں۔ہم کوئی چیز بیچتے ہیں تو فوراً نفع مل جاتا ہے۔کوئی چیز کھاتے ہیں تو فوراً پیٹ بھر جاتا ہے کوئی پیتے ہیں تو فوراً اس کی لذت یا ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔یہ بالکل اس کا ایک فوری اثر ہے قریب تر ہے۔آخرت کو محسوس کرنے کے لئے قلبی حیات کو بیدار کرنا پڑتا ہے۔وہ اتنے قریب نہیں ہیں اس کے لئے محنت کرنا پڑتی ہے ہر شخص کو اللہ نے اہلیت دی ہے کہ اپنی اس حس کو بیدار کرے۔حواس خمسہ ظاہر ہے۔اس کے ساتھ سارے صاحب علم اور سارے صاحب رائے اس بات پہ متفق ہیں کہ ایک چھٹی حس ہوتی ہے جس کا کوئی نام نہیں' کوئی مقام نہیں' کوئی جگہ کی تعین نہیں' لیکن چھٹی حس ہے کہ ایک بات غائبانہ طور پر ذہن میں آجاتی

اگر کمزوری کی طرف جائیں گے تو وہ پکڑ کر آپ کو طاقت کی طرف نہیں لے جائے گا فیصلہ آپ پر ہے

ہے۔اس سے بھی آگے ساتویں حس کہہ لیجئے کہ حواس بالکل دنیا کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔فوراً نظر دیکھتی ہے' کان سنتا ہے' بدن محسوس کرتا ہے۔خوشبو آواز' سب کچھ ذائقہ فوراً محسوس ہوتا ہے۔اگر کوئی ان پانچ حصوں میں زیادہ اسیر ہو جائے تو اسے چھٹی حس کا احساس نہیں ہوتا ہر آدمی چھٹی حس استعمال نہیں کر پاتا اس لئے کہ ان پانچ میں اتنا الجھا ہوا ہوتا ہے کہ اس طرف اس کی توجہ نہیں ہوتی یا فرصت ہی نہیں ہوتی۔اگر کوئی ان پانچ پہ تھوڑا سا حاوی ہو جائے اور ان سے مسحور نہ ہو ان سے کام لے لیکن ان کا غلام نہ بنے۔اس کی چھٹی حس کام کرنا شروع کر دیتی ہے لیکن اگر اس چھٹی سے بھی نگاہ کو آگے لے جائے تو پھر آخروی اجر' اخروی مفادات' اخروی لذتیں اور کیفیات محسوس ہوتی ہیں تو یہ آسان نہیں ہے کہ آدمی ان چھ دریاؤں کو عبور کر کے ساتویں سے جا کے پانی پیے۔اس کے لئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔پیاسا رہنا پڑتا ہے' وقت لگانا پڑتا ہے' تکلیف اٹھانی پڑتی ہے' مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔

تین سال شعیب ابی طالب کے دیکھ لیجئے کتنی سختی' کتنی مشقت' کتنا مجاہدہ' تیرہ سالہ مکی زندگی کا لمحہ لمحہ شدائد سے پُر ہے۔مدینہ کی دس سالہ حیات طیبہ میں اسی (80) سے زائد غزوات سرایہ ہیں۔بعض نے چوراسی لکھے ہیں' بعض نے بیاسی لکھے ہیں' یعنی حکومتی' ملکی جنگیں ہیں اب جس ہستی نے چھوٹی سی ریاست تشکیل دی اور اس کے ساتھ ہی دشمنوں کا روز شروع ہو گیا۔مقابلہ شروع ہو گیا۔جنگیں شروع ہو گئیں اور دس سال میں ایک پورا نظام الف سے لے کر ی تک ابتدا سے آخر تک پورا نظام خرید وفروخت' نظام عدل' نظام سیاست' سارا فوجی سول پورا سارا نظام بھی ترتیب دیا دینی سارے احکام بھی تعلیم فرمائے۔دنیا کے ہر کام کا سلیقہ بھی بتایا اور اس کے ساتھ چوراسی جنگیں بھی لڑنا پڑیں تو کہاں بچتا ہے وقت آرام کا' کھانے پینے کا' فرصت جسے آپ کہتے ہیں وہ کہاں نظر آتی ہے؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

جب تک ہم ان فرصتوں کے اسیر رہیں گے ضرورتوں کے اسیر رہیں گے مجھے آج بڑا دکھ ہوا ایک وہ ریمارک دیکھ کر مجھے افسوس ہے کہ ہماری جو کتابیں چھپتی ہیں ان کا کاغذ بہت عام سا ہے اور اس کے مقابلے میں آپ یوگا کی کتابیں منگوا کر دیکھیں جو ہندو چھاپتے ہیں ناول اور افسانے منگوا کر دیکھیں جو محض واحیات اور محض Imaginations ہوتی ہیں۔ چھپائی ان کا کاغذ ان کی کتابت ان سے کہیں بہتر کاغذ لگا ہوتا ہے۔ آپ نے یہ ریمارک دیا کہ اس سے بھی کاغذ سستا ہونا چاہئے۔ آپ کا مطلب ہے کوئی کتاب جو چھپ جائے وہ ایک سال زندہ نہ رہے۔ کتاب کی کاغذ پر زندگی ہوتی ہے یہ نہیں کہ کاغذ صرف خوبصورتی ہوتی ہے۔ ایک بندہ کتاب لیتا ہے تو اس کی نسلیں اس سے استفادہ کر سکتی ہیں۔ متقدمین کی کتابیں جو ہمارے پاس لائبریری میں پڑی ہیں ان میں صرف کاغذ نہیں سیاہی کا ایسا اہتمام ہے کہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری کا قرآن کریم کا قلمی نسخہ میرے پاس ہے۔ کہیں نہ سیاہی خراب ہوئی ہے یا اس میں کہیں سنہری رنگ ہے کہیں اس میں جہاں انہوں نے رہا اور رکوع بنائے ہیں کہیں سبز، ہرا کہیں پھول بنائے ہیں۔ کہیں مہر بنائی ہے کوئی رنگ بھی اپنی جگہ سے ہلا نہیں۔ ہزار سال پرانا نسخہ ہے کاغذ سستا ہوتا سیاہی سستی ہوتی رنگ سستے ہوتے تو کب کا کاغذ پھٹ گیا ہوتا رنگ مٹ گئے ہوتے کسی نے ایک بار محنت کی ہزار گیارہ سو سال بعد آج بھی ہم اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

ہماری ضرورتوں کی اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کام ہم کرتے ہیں اسے ہم سستا اور ہلکا کرتے جائیں۔ نہیں وہ کرنا ہی ہوگا۔ خواہ ایک وقت بھوکا رہنا پڑے ایک وقت چائے کم کرنا پڑے نور پور سے منارہ 5 روپے کرایہ لے لیتے ہیں پانچ میل سفر ہے

آخرت کو محسوس کرنے کے لئے قلبی حسیات کو بیدار کرنا پڑتا ہے۔

پانچ روپے بچا کر بندہ ایک گھنٹے میں پیدل پہنچ جاتا ہے کہیں سے نکالنا ہوگا لیکن جو اللہ کے لئے خرچ ہوگا وہ ذاتی ضرورتیں قربان کر کے خرچ ہوگا۔ فالتو وقت یا روپیہ اللہ کو چاہئے ہی نہیں جب ہم فالتو یا جو بچتا ہے وہ لگاتے ہیں تو اس کا نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ جب ہم اپنے کاموں سے فارغ ہو کر وقت دیتے ہیں تو ہماری بات کوئی نہیں سنتا۔ مجھے بہت سے خطوط آتے ہیں جن میں یہ ہوتا ہے کہ جی میں بات تو کرتا ہوں میری بات کوئی نہیں سنتا۔ میں اسے کیسے سمجھاؤں؟ کہ تم بات نہیں کرتے ہو تم تب بات کرتے ہو جب تم فارغ ہوتے ہو اس وقت لوگ فارغ نہیں ہوتے لوگوں کی اپنی ضرورتیں ہیں جب تم فارغ ہوتے ہو وہ فارغ نہیں ہوتے۔ تم بھی اپنی کوئی ضرورت قربان کرو گے اس کے نتیجے میں شاید اگلا بھی کوئی اپنی ضرورت قربان کرے اور آپ کی بات پہ غور کرے۔ ہمارے کرنے یا نہ کرنے سے یہ کام نہیں رک جائے گا۔ جو ہونا ہے وہ ہوگا وہ قادر ہے۔ **عسیٰ ان یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ** وہ کسی اور کو توفیق دے دے گا۔ کوئی اور کرتا رہے گا جو اس نے کام لینا ہے جو کرنا ہے وہ ہوگا۔ اسے کوئی نہیں روک سکتا ہم چھوڑ دیں گے تو ہم محروم رہ جائیں گے کام بند نہیں ہوگا۔ دین کا کام ہے اللہ کا کام ہے اور یہ سعادت ہے کہ دنیا میں اگر ہم دیکھیں ہماری کوئی حیثیت نہیں بنتی۔ ہم سے زیادہ دانشور ہم سے زیادہ پڑھے لکھے ہم سے زیادہ خوبصورت زیادہ مالدار ہم سے زیادہ صاحب اقتدار ایک سے ایک اچھا بندہ موجود ہے۔ اس کا اپنا انتخاب ہوتا ہے وہ کیا دیکھتا ہے۔ یہ وہ جانے جہاں تک ہمیں اس نے بتایا ہے ایک ہی بات دیکھتا ہے۔ **یھدی الیہ من ینیب۔** جس میں خواہش حیثیت نہیں رکھتی اور کسی غریب کی غریبی کوئی حیثیت نہیں رکھتی اس کی اپنی مخلوق ہے۔ اس نے خود ہر ایک کو ایک سٹیٹس ایک درجے پہ رکھا ہوا ہے۔ ہمارے لئے یہ معیار ہیں اس کے لئے تو اس کی مخلوق ہے۔ اس کے لیے تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

جیسے ہم اس کی مخلوق ہیں ویسے آگ' مٹی ہوا پانی درخت' پتھر ہر چیز اس کی ویسے ہی مخلوق ہے۔ بحیثیت مخلوق تو اس کے سامنے تو سب ایک سے ہیں۔ تو جہاں کوئی ذرہ بھی کسی آرزو کا پیدا ہوتا ہے از خود بہت کم لوگوں میں پیدا ہوتا ہے۔ انسانی مزاج ہے کہ جب اسے کوئی تحریک دیتا ہے تو اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ ہر بندے میں محرک بننے کی اہلیت نہیں ہوتی بعض لوگ محرک بنتے ہیں باقی لوگ تحریک دینے سے چل پڑتے ہیں۔ تو اگر آپ احباب کو اس نے محرک کے طور پر منتخب فرما لیا یہ تو بہت بڑا انعام ہے اس کا' اب اولیت آپ کی زندگی میں اس مشن کو ہونی چاہئے کہ مجھے دوسروں کو تحریک دینا ہے۔ اس میں کبھی ایک وقت کا کھانا بھی مس ہو سکتا ہے' کبھی کاروبار بھی متاثر ہو سکتا ہے' کبھی صحت بھی متاثر ہو سکتی ہے' کبھی راتوں کا آرام بھی متاثر ہو سکتا ہے' چونکہ ایک چیز ضرور متاثر ہوگی اور یہ چیزیں متاثر نہیں ہوں گی تو پھر آپ کا کام متاثر ہوگا۔ نبی علیہ السلام کا واضح ارشاد ہے کہ دو میں سے ایک طرف متاثر ہوگی دنیا ہے اس کا اپنا ایک نظام ہے۔ پوری توجہ ایک طرف ہوگی دوسری کی ثانوی حیثیت' جو بھی ثانوی حیثیت میں ہوگا وہ متاثر ہوگا۔ امور دنیا ثانوی حیثیت میں ہیں تو تھوڑا بہت متاثر ضرور ہوں گے۔ امور دین ثانوی حیثیت میں ہیں تو پھر یہ متاثر ہوں گے۔ آدمی ارادے باندھتا ہے اپنے طور پر فیصلہ کرتا ہے۔ مجھے یہ کرنا ہے وہ مسبب الاسباب ہے وہ اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔ آپ اگر کمزوری کی طرف جائیں گے تو وہ پکڑ کر آپ کو طاقت کی طرف نہیں لے جائے گا فیصلہ آپ پر ہے۔ آپ اگر نیچے کی طرف سوچیں گے تو نیچے چلتے رہیں گے آگے جانے کے لئے اوپر چڑھنا پڑے گا۔ تو یہ کمزور فیصلے اور کمزور مشورے نہ دیا کریں وہ قادر ہے وہ سارے اسباب مہیا فرما دیتا ہے اور اگر چند ساتھی ایک کتاب بھی نہ خرید سکیں تو کیا فرق پڑتا ہے؟ مانگ کر پڑھ لیں گے۔ کسی ساتھی سے لے کر پڑھ لیں گے لیکن اس کے لئے کتاب کی عمر تو ضائع نہ کی جائے۔ اگر بندہ پڑھنا ہی چاہے نہیں خرید سکتا تو پڑھ سکتا ہے۔ اب جہاں جہاں آپ کے مراکز ہیں وہاں لائبریری بنا دیجیے۔ سلسلے کی طرف سے اس میں کتابیں رکھ دیجیے۔ جسے لے جانے کی اجازت ہو جو نہیں خرید سکتا وہاں بیٹھ کر پڑھ لے لیکن کتاب کو کمزور کیوں کیا جائے۔ پڑھنا ہی مقصد ہے خرید نہیں سکتا لائبریری میں بیٹھ کے پڑھ لے۔ کتنے لوگ ہیں جو ساری کتابیں نہیں خرید سکتے لائبریریوں میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ خرید کون سکتا ہے جب ملتی ہی نہیں ہیں نایاب کتب ہیں' خریدنا چاہے بھی تو نہیں مل سکتیں تو اس کا حل یہ ہے کہ اگر کچھ احباب نہیں خرید سکتے تو جہاں جہاں مراکز ہیں وہاں جماعت مل کر کم از کم سلسلے کی کتب کی لائبریری بنا دیں اور جو قریبی ساتھی ہے جب اسے فرصت ہو وہاں آ کر بیٹھ کر پڑھ لے ذکر بھی نصیب ہو جائے گا۔ ساتھیوں سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ جو وقت گھنٹہ' دو گھنٹے اس میں مطالعہ بھی کر لے۔ اسی طرح جہاں جہاں جس کی ذمہ داری ہے ذکر کا اہتمام کریں۔ باضابطہ قاعدے کے مطابق اپنا کام کریں۔ جن کے ذمے اطلاعات فراہم کرنا یا رپورٹیں Submit کرنا ہے وہ باقاعدگی سے کریں تا کہ ایک مرکزیت قائم ہو اور مرکز کو یہ پتہ ہو کہ کہاں کیا کام ہو رہا ہے؟ کہاں کس چیز کی ضرورت ہے؟ کہاں کس چیز کی کمی ہے؟ حالات کی تنگی اور ترشی کام کو متاثر نہیں کر سکتی۔ آدمی ارادہ مضبوط رکھے' محنت کرے تو وہ مسبب الاسباب ہے وہ اسباب بھی پیدا فرما دیتا ہے۔ تو انشاء اللہ اسباب بھی مہیا ہوتے رہیں گے لیکن ایک طے فرما لیجئے کہ اولیت اس کام کو دیجئے' جس کی اللہ نے آپ کو توفیق بخشی ہے اور آپ کو چن لیا ہے اور آپ کو ذمہ داری عطا کر دی ہے۔ اس کی اولیت ہے آپ کے دوسرے امور پر اور اسے مقدم سمجھ کر ہی کریں گے تو ٹھیک طریقے سے ہوگا۔ آگے اللہ کی اپنی مخلوق ہے ساری مخلوق

> **اگر اس چھٹی حس سے بھی نگاہ کو آگے لے جانے تو پھر اخروی اجر' اخروی مفادات' اخروی لذتیں اور کیفیات محسوس ہوتی ہیں**

www.naqshbandiaowaisiah.com

کو ہدایت دے تو وہ قادر ہے۔ کسی ایک کو بھی نہ دے تو میں اور آپ زبردستی نہیں کر سکتے ہمارے ذمے لوگوں کو پکڑ کر رکھنا نہیں ہے لوگوں تک اللہ کی بات کو پہنچانا ہے اس میں کوتاہی نہ ہو' موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت ہارونؑ کو فرعون کی طرف روانہ کیا تو فرمایا کہ اس سے ذرا نرم انداز میں بات کیجئے گا۔ فرعون ہے اسے میں

بے دین ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں پھر اسے گمراہ سمجھ بیٹھتے ہیں پھر اس سے بات کرتے ہیں۔ دعوت الی اللہ میں یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ اللہ کی مخلوق ہے۔ میرے پاس اس کا پیغام ہے میں نے مالک کا پیغام مخلوق کو دینا ہے۔ میری طرف سے کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ اس کا مفہوم نہیں بدلنا چاہئے تو اللہ کارساز ہے اسے منظور ہے تو

ہمارے ذمے لوگوں کو پکڑ کر نہیں رکھنا بلکہ لوگوں تک اللہ کی بات کو پہنچانا ہے۔

نے حکومت سلطنت دے رکھی ہے۔ خدائی کا دعویٰ کئے بیٹھا ہے تو آپ جاتے ہی اوئے فرعون اس طرح نہیں کیجئے گا۔ وہ برداشت نہیں کرے گا بات مزیدار اور سلجھے ہوئے انداز میں نرم مزاجی سے کیجئے گا۔ تو اگر فرعون کے ساتھ بات کرنے میں بھی اللہ کو یہ منظور ہے کہ فرعون یہ اعتراض نہ کرے کہ اس نے بات ہی ایسی کی تھی بارالہا! میں سمجھتا کیا؟ میں بھی بھڑک اٹھا لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ دعوت دینے آیا تھا یا مجھے تھپڑ مارنے آیا تھا۔ اس طرح آج ہمارا دینی لوگوں کا رجحان ہو گیا ہے کہ ہر ایک سے پہلے ہم دوستی بناتے ہیں۔ پھر اس سے بات کرتے ہیں پہلے اس پہ

جس جس کو ہدایت منظور ہے اسے دے دے گا اور جب اس سے بات بگڑتی ہے تو وہ مالک ہے وہ جانے اس کی مخلوق جانے' کوئی بھی بندہ ضروری نہیں ہے بندے فانی ہیں لوگ مر جاتے ہیں کام چلتا رہتا ہے۔ ہر ایک کے ذمے اک حد تک کام ہے جب وہ اپنا پورا کر لیتا ہے۔ تو الحمد للہ وہ اپنی پوری کوشش سے کاوش سے کیجئے Meetings کو گا ہے بگاہے اپنے پروگرام کے مطابق باقاعدگی سے رکھیے اور کوشش کیجئے کہ خلوص کے ساتھ اللہ کے جتنے بندوں تک اللہ کی یہ نعمت پہنچ سکے پہنچا کر اپنا حق ادا کیجئے' ہمارے لئے سعادت ہے دعا کر لیجئے۔ آمین

عظمت شیخ

فرمایا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک لوگ تجلیات باری دیکھتے ہیں، اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں۔ لوگ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے مشرف ہوتے ہیں۔ زیارت نبویؐ سے مشرف ہوتے ہیں۔ لوگ دونوں جہانوں کو نہ صرف سنتے ہیں بلکہ دیکھ پاتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ صرف کہنے کی بات نہیں، یہ بہت عجیب بات ہے۔ اس کا اندازہ وہ لوگ کریں گے جو ہمیں نہیں پا سکیں گے۔ انہیں اندازہ ہوگا کہ کیسے لوگ تھے اور کاش ہمیں بھی وقت ملا ہوتا۔ یہ نعمت ہم نے بھی حاصل کی ہوتی لیکن یہ بات مت بھولئے کہ اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے، میں بھی ایک مشت غبار ہوں۔ رب کریم کی مرضی کہ اس نے کس کس کے ذمے کیا کیا خدمت سپرد کر دی ہے یہ اس کی اپنی مرضی۔

فرمایا۔

اس لئے میں جب کچھ کہہ دیتا ہوں اور میں اپنی طرف سے پوری دیانتداری سے کوشش کرتا ہوں کہ میں اپنی بات نہ کہوں کیونکہ میری کوئی حیثیت نہیں ہے میری حیثیت ایک ذریعے اور واسطہ کی ہے۔ اللہ کریم کا شکر میں شیخ سلسلہ ہوں۔ میں جو کہہ دوں حضرتؒ کی طرف سے مجھے اجازت ہے اور جتنے یہ صاحب کشف حضرات بیٹھے ہیں حضرت جیؒ سے پوچھو، مشائخ سے پوچھ لو، بارگاہ نبوی ﷺ میں مراقبہ کر کے دیکھ لو تم جب بھی پوچھو گے تمہیں یہی جواب ملے گا کہ اس سے جا کر پوچھو۔

اقتباس از کنز الطالبین

www.naqshbandiaowaisiah.com

نزولِ قرآن

کیسی عجیب بات ہے کہ کافر کہلانے والے تو کاروبار میں دیانت کریں اور دنیا کے کاروباری اور معاشی معاملات کے سربراہ بن جائیں اور ہم ساری محبت، سارے دعوؤں، نمازوں اور سجدوں کے باوجود اپنے کام میں بددیانتی کریں۔ میرے بھائی! ہم دوسروں پہ نظر رکھتے ہیں، اپنے لئے بہت کم سوچتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہر کام کو کرنے کا طریقہ واضح الفاظ میں موجود ہے۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 7-11-2003ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شھر رمضان الذی انزل فیه القراٰن ھدًی للناس وبینٰت من الھدٰی والفرقان o

پچھلے جمعۃ المبارک کو اس آیت کریمہ پہ بات ہو رہی تھی جو وقت ختم ہو جانے کے باعث مکمل نہ ہو سکی۔ میں نے پچھلے جمعہ کو عرض کیا تھا کہ نزول قرآن کریم خود ایک اتنی بڑی نعمت ہے کہ یہ اکیلی نعمت دو جہاں کی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ ہم ساری زندگی بحیثیت مسلمان کوشاں رہتے ہیں کہ اللہ کریم ہمیں دوزخ سے بچائے اور اللہ کریم ہمیں جنت کی نعمتیں عطا فرمائے۔ قران حکیم میں بھی یہ بات ایک عجیب انداز سے ارشاد فرمائی ہے کہ بندے کو اگر لالچ ہی ہو، ذاتی منفعت کی طلب ہی ہو، اپنے آرام وسکون کی تلاش ہی ہو، اُس میں ایثار نہ ہو، قربانی نہ دینا چاہتا ہو تو فرمایا۔

وفی ذٰلک فلیتنافس المتنافسون o اگر لالچ ہی کرنا ہو تو لالچ بھی جنت کا کرے کہ حقیقی فائدہ، حقیقی آرام، حقیقی نفع، اُس میں ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ جنت و دوزخ کے تصور سے بالاتر ہو کر محض اللہ کی رضا کے لئے عبادت کرے کیونکہ وہ اس لائق ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے۔ وہ اس لائق ہے کہ اُس کی اطاعت کی جائے۔ اُس کی شان ایسی ہے۔ اُس کی عظمت، اُس کی الوہیت کا تقاضا ہے کہ بلاچوں وچرا اُس کے سامنے سرتسلیم خم کیا جائے لیکن یہ تو اللہ کے بندوں کا مقام ہے۔ یہ تو انبیاء و رسل کا مقام ہے۔ ہم کسی چھوٹے سے کام کو کرنے کے لئے اُس کے بڑے ذائچے بناتے ہیں۔ پھر اُس کا نفع ونقصان تولتے ہیں۔ پھر اپنے ساتھ دیکھتے ہیں کتنے بندے ہیں کون حمایتی ہے۔ آگے کتنی طاقت ہے کیا ہوگا؟ لیکن وہاں یہ سودا نہیں ہوتا کتنے انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام ہیں جو راہ حق میں شہید ہو گئے کہ وہ تنہا تھے۔ انہوں نے یہ تو نہیں سوچا کہ میرے ساتھ تو چند بندے بھی نہیں ہیں اور مخالف کا فرقوت ہے۔

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ کون تھا؟ مقابل تو نمرود تھا۔ بہت بڑا شہنشاہ تھا۔ دنیا میں خود کو خدا کہلواتا تھا۔ تو وہاں یہ تقاضا نہیں ہے کہ مجھے کیا مل رہا ہے یا نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ کے جو مقبول بندے انبیاء و رسل ہیں یا مقربان بارگاہ الٰہی ہیں۔ اُن کے کام کا ایک ہی تقاضا ہوتا ہے کہ میرے معبود اور میرے محبوب کی منشا کیا ہے؟ کہ میں کیا کروں؟ وہ کر گزرتے ہیں نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ اُن میں اُن کی جان جاتی ہے، انہیں تکلیف آتی ہے، مصیبت آتی ہے، وہ اُس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے لیکن ہم جو عام لوگ ہیں دعویٰ تو ہم بھی محبت الٰہی کا رکھتے ہیں۔

ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کا اگر ایک روزہ کسی نے رکھ لیا۔ زندگی بھر کے سارے گناہوں کو معاف کرنے کے لئے کافی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

دعوے میں اور حقیقت میں بڑا فاصلہ ہوتا ہے ہمارا دعویٰ ہمارے ذاتی مفادات سے وابستہ ہوتا ہے۔ ہم اللہ کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ ہماری وہ مصیبت ٹل جائے۔ ہماری یہ مصیبت ٹل جائے۔ ہمارا وہ کام ہو جائے۔ ہمارا یہ کام ہو جائے۔ تو اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی کو لالچ ہی کرنا ہو تو۔ وفی ذٰلک فلیتنا فس المتنا فسون o تو پھر جنت کے لالچ میں سر پھٹکے کوئی چیز تو ہے اس قابل ہے۔

جنت میں بے شمار نعمتیں ہیں قرآن حکیم فرماتا ہے کہ کسی آنکھ نے ایسی نعمتیں دیکھی نہ ہوں گی کسی کان نے ایسی نعمتوں کے بارے سنا نہیں ہوگا۔ جو جنت میں ہیں۔ کھانے' لباس' رہائش کی مثال جو دی جاتی ہے ہم اُس سے آشنا ہی نہیں ہیں۔ لیکن دنیا کی کوئی نعمت' کوئی کھانا' کوئی رہائش' کوئی لباس' جنت کے لباسوں کے برابر تو نہیں ہو سکتی۔ بندہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ ان سارے آرام و آسائش' ان ساری نعمتوں کا مدار ایک بات پر ہے جنت کی ساری راحتوں کا مدار ایک بات پر ہے اور جہنم کے سارے عذابوں کا مدار ایک بات پر ہے۔ جنت کی سب سے بڑی نعمت باقی نعمتیں اُس کے طفیل ہیں وہ یہ ہے کہ ہر جنتی کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اور اللہ سے بات کرنے کی سعادت نصیب ہوگی۔ یعنی جنت کی حقیقی نعمت جو ہے وہ یہ ہے کہ ہر جنتی کو دیدار باری ہوگا۔ اب اپنا اپنا درجہ ہے کوئی ہر وقت حضوری میں ہے۔ کسی کو ہر جمعے کو زیارت ہوتی ہے۔ کسی کو ہر مہینے میں' کسی کو سال میں' کسی کو پانچ سال بعد' لیکن کوئی جنتی ایسا نہ ہوگا جو اللہ کریم کو روبرو دیکھے نہیں اور اللہ سے جو بات نہ کر سکے۔ جب بھی اُس کا اپنے درجے کے مطابق وقت آئے گا تو اُسے یہ سعادت نصیب ہوگی۔ اب یہ جو شرف ہم کلامی ہے جسے اللہ جل شانہ، سے بات کرنے اور اللہ کا دیدار کرنے کی سعادت ہے وہ اتنا اہم آدمی ہے کہ اُس کی رہائش کے یہ سارے انتظامات ہیں۔ یعنی گویا شاہی مہمان خانہ ہے اور وہ شہنشاہ کا مہمان

> جسے رمضان کے بعد بھی گناہ ہی کی سوجھے وہ یہ سمجھ لے کہ اُس کی بخشش نہیں ہوئی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو لوگ بدر میں میرے ساتھ شریک تھے وہ اُس کے بعد کچھ بھی کریں جنت اُن پر واجب ہو گئی۔

ہے۔ اس لئے کہ اُسے حضورِ عالی میں پیش ہونا ہے۔ تو اُس کی رہائش کے لئے یہ سارے انتظامات کئے گئے جنت کی سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ اُسے اللہ سے ہم کلام ہونا نصیب ہوگا۔ اور دوزخ کا سب سے بڑا عذاب آگ میں جلیں گے' مارے جائیں گے۔ بچھو' سانپ' ہوں گے۔ بے شمار عذاب اللہ معاف فرمائے اور اللہ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ لیکن سب سے بڑا عذاب کیا ہوگا؟ لا یُکلمھُم اللہ۔ وہ چیخیں گے۔ وہ چلائیں گے' وہ پکاریں گے' یا اللہ ہم سے غلطی ہو گئی اب ہمیں معاف کر دے۔ اب ہمیں ایک دفعہ دنیا میں بھیج دے۔ اب دیکھ ہم کیا کرتے ہیں؟ بڑا چلائیں گے' بڑا روئیں گے' بڑا پیٹیں گے' فرمایا وَما دعاء الکٰفِرینَ الا فی ضلٰلٍ o اُن کی ساری چیخ و پکار محض شور ہوگی' اُس کا کوئی اثر نہیں ہوگا' کیوں؟ فرمایا لا یُکلمھُم اللّٰہ o اللہ اُن سے بات کرنا پسند نہیں کریں گے۔ یعنی سارے عذابوں کی بنیاد اس پر ہوگی کہ رب العالمین نہ اُن کی بات سننا چاہتا ہے' نہ اُن سے بات کرنا چاہتا ہے' اس قدر اُس کی بارگاہ میں ناپسندیدہ ہیں لہٰذا جہنم اُن کا قید خانہ ہے۔ اب جو براہ راست شہنشاہ کے زیر عتاب ہیں اُن کے ساتھ قید خانے میں کیا سلوک ہوتا ہے؟ وہ سامنے ہے۔ ایک کو کوتوال شہر نے پکڑا' ایک کو کسی چوکیدار' تھانیدار نے پکڑا' ایک کو کسی ایس۔ پی نے بند کر دیا لیکن جس کو خود مالک الملک جو ہے خود شہنشاہ جو ہے۔ جب وہ ذاتی طور پر بندی خانے بھیجتا ہے۔ تو اُس کا کیا حشر ہوتا ہے؟ اور وہ مالک جو واقعی مالک ہے اور سارے جہانوں کا مالک ہے۔ رب العلمین ہے۔ اُس سے جسے شرف ہم کلامی نصیب ہوگا۔ اُس کا احترام اور اُس کی آسائش کتنی ہوگی۔ جو اُس کے زیر عتاب ہوگا اور جس کے لئے وہ فرما دے گا کہ اس کی بات میری بارگاہ تک نہ پہنچائی جائے نہ میں اس کی بات سننا چاہتا ہوں اور نہ میں اس سے بات کرنا گوارا کرتا ہوں۔ لا یکلمھُم اللّٰہ o تو براہ راست جو اُس شہنشاہ عظیم کا قیدی ہوگا اُس کا کیا حشر ہوگا؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

اب اگر یہ بات کہ کسی جنتی کو سال میں دس سال بعد حضوری نصیب ہوتی ہے اور ایک جملہ رب العلمین کا سننا نصیب ہوتا ہے۔ اپنی عرض مدعا کے لئے ایک جملہ کہنے کی توفیق ملتی ہے تو وہ تو اتنا وی۔ آئی۔ پی ہے کہ اُس کے لئے حور وغلمان صف بستہ ہیں۔ فرشتے ناز اٹھا رہے ہیں۔ درخت ناز برداریاں کر رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ یہاں تو جہاں پانی ہو وہاں آپ باغ لگاتے ہیں۔ وہاں جنتی جہاں باغ لگائے گا پانی کو وہاں پہنچنا ہوگا۔ نہر کی ذمہ داری ہے کہ وہاں پہنچے۔ آپ قرآن کریم میں پڑھتے ہیں تجری من تحتها الانهر o ہمارے اردو والے تو ترجمہ لکھ دیتے ہیں کہ باغوں کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ باغوں کے نیچے نہیں' یہاں تحت کا مفہوم ہے کہ اُن کے تابع ہوں گی۔ آپ بھی اس کو جو کسی کے تابع ہو اُسے ماتحت کہتے ہیں۔ تجری من تحتها الانهر o نہریں باغوں کے ماتحت ہوں گی۔ اُن کے تابع ہوں گی کہ جہاں باغ ہے وہاں نہر کو جانا ہے۔ اب تو باغ نہروں کے تابع ہیں۔ جہاں پانی ہے وہاں باغ لگایا جا سکتا ہے۔ اہل جنت کی آسائش یہ ہوگی جہاں وہ چاہیں یہاں باغ ہو۔ باغ لگ جائے گا۔ انہوں نے تو خواہش و آرزو کرنی ہے' انہوں نے کوئی گینتی' بیلچہ اٹھانا نہیں' کہیں سے پودے منگوانے نہیں۔ کوئی محنت نہیں کرنی اُسے خیال آیا کہ یہاں باغ ہو' فلاں درخت کا ہو' فلاں بھی ہو' فلاں بھی ہو' اُسے خیال آیا وہ ساری چیز لگ گئی۔ اب پانی کی مجبوری ہے وہ اُدھر بہہ رہا تھا۔ ادھر کو رخ کرے گا باغ کو سیراب کرے۔ یہ اتنی ناز برداریاں کیوں ہو رہی ہیں؟

حدیث شریف میں ہے کہ لوگ پل صراط سے گزریں گے۔ میدان حشر اور جنت کے درمیان ایک عمیق گھاٹی دوزخ کی ہے جس کے اوپر پُل صراط رکھا ہے۔

وان منکم الا واردھا. قرآن کریم

> **جس کے دل میں یہ بات آجائے کہ مجھے رب کریم سے گفتگو کرنی ہے فرمایا۔ وہ قرآن کی تلاوت شروع کر دے اس کی رب کے ساتھ باتیں شروع ہو جائیں گی۔**

فرماتا ہے نوع انسانی تم میں سے کوئی بھی نہیں جسے وہ درپیش نہ ہو سب کو وہاں سے گزرنا ہے۔ وان منکم الا واردھا o سب نے وہاں سے گزر کے جانا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں بعض لوگ اس طرح گزریں گے جس طرح بجلی گزر جاتی ہے۔ ادھر آسمان پہ لپکی اور سارے جہان سے گزر گئی۔ بعض لوگ تیز ہواؤں کی طرح گزر جائیں گے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں بعض ایسے بھی ہوں گے جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ وہ پل صراط سے گزرنا شروع کریں گے تو جہنم کی وادی پکار اٹھے گی کہ بار الٰہا انہیں جلدی گزار ورنہ میری تو آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ میں تو مر جاؤں گی۔ پھر کچھ دوڑتے ہوئے گزریں گے۔ پھر کچھ پیدل کی رفتار سے گزریں گے۔ پھر پیچھے وہ آجائیں گے۔ جو گرتے پڑتے گزریں گے جس میں ایمان نہیں ہوگا۔ وہ پل صراط پہ قدم رکھتے ہی نیچے کٹ کے گر جائے گا۔ جہنم میں کچھ ایسے ہوں گے جو اگلے سرے کے قریب پہنچ کر گر جائیں گے۔ کچھ تھوڑا سا فاصلہ رہتا ہوگا گر جائیں گے۔ جن میں ایمان ہے عمل کی کمی ہے وہ فاصلہ انہیں جہنم کی وادی سے طے کر کے جانا ہوگا۔ جہاں اعمال ختم ہو گئے گر گیا۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک بندہ ایسا ہوگا کہ لوگ کہیں گے ابھی گرا وہ گر جائے گا پھر چمٹ جائے گا پھر اوپر آ جائے گا پھر چل پڑے گا۔ گھٹنوں کے بل' ہاتھوں کے بل' کبھی کھڑا ہو کے کبھی رینگتا ہوا آخر گرتا پڑتا پل صراط کے دوسرے کنارے پہنچ جائے گا اور وہاں اُس کے اعمال ختم ہو جائیں گے۔ اہل نجات میں سے یہ آخری بندہ ہوگا۔ اب کنارے پہ بیٹھا ہے نیچے دیکھتا ہے تو جہنم ہے سامنے دیکھتا ہے تو جنت تک نگاہ جاتی ہے۔ وازلفت الجنته للمتقین غیر بعید o جنت بھی قریب ہی بجی سجائی کھڑی ہوگی۔ اُسے باہر سے جنت کی' چار دیواری اور وہ خوبصورت درختوں کا ماحول نظر آتا ہے تو دعا کرے گا کہ الٰہی! مجھے اتنا آگے کر دے کہ یہ دوزخ میری نظروں سے اوجھل ہو جائے اور میں جنت کو دیکھتا رہوں۔ بس میں پھر کچھ نہیں مانگوں گا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں ارشاد

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوگا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ مانگنے سے تو تُو باز نہیں آئے گا۔ میں نبی آدم کا خالق ہوں لیکن تیری یہ بات میں قبول کرتا ہوں۔ حکم ہوگا کہ اسے جہنم سے ذرہ کھسکا دو تا کہ جہنم نظر نہ آئے جنت دیکھتا رہے۔ کچھ عرصہ گزر جائے گا وقت گزرنے کے بعد دیکھ دیکھ کر پھر دعا کرے گا بار الہا تُو اگر کرم کر دے اور مجھے جنت کی چار دیواری تک پہنچا دے۔ میں اُس کے سائے میں بیٹھا رہوں گا وہاں کی خوشبو، وہاں کا نور، وہاں کی روشنی، دیکھتا رہوں گا۔ اِس دھویں اور جہنم کی چیخ وپکار سے تھوڑا سا دور ہو جاؤں۔ میں پھر کچھ نہیں مانگوں گا۔ یا اللہ میری یہ گزارش قبول کر لے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر ارشاد ہوگا کہ تم مانگنے سے باز نہیں آؤ گے تو جھوٹ بول رہا ہے لیکن میں تیری یہ درخواست بھی قبول کرتا ہوں۔ پھر اُسے جنت کی دیوار کے قریب کر دیا جائے گا۔ کچھ عرصہ بیت جائے گا پھر دعا کرے گا بار الہا! تیری اتنی وسیع جنت ہے کہ جس کی کوئی حد سمجھ میں نہیں آتی۔ **عرضها كعرض السماء والارض** o قرآن کریم میں آتا ہے کہ اُس کی چوڑائی زمینوں وآسمانوں کے برابر ہے اور اب زمینوں آسمانوں کے خلا کو دیکھو کہاں تک لمبائی کتنی ہوگی اور یہ بھی ایک مثال ہے۔ بہت وسیع ہے تو کہے گا یا اللہ اتنی وسیع جنت ہے مجھے ایک جنت کا درخت دے دے۔ میں اُس کے نیچے پڑا رہوں گا۔ ارشاد ہوگا ٹھہر ٹھہر کے بولتا ہے، اِس کا لالچ ختم نہیں ہوتا، اسے ان سامنے والے درختوں میں سے ایک درخت کے نیچے جگہ دے دو۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اُس ایک درخت کے نیچے ستر ہزار محل ہوں گے۔ یہ وہ ہوگا جو آخری درجے کا جنتی ہوگا۔ اور اُس میں لاکھوں غلام کنیزیں لاکھوں طرح کے لباس اور بے حد وبے حساب قسم کی نعمتیں ہوں گی۔ یہ ستر ہزار تو صرف اُسکی ملکیت میں محلات ہوں گے۔ اتنی نعمتیں اس لئے کہ اُسے کبھی نہ کبھی پچاس سال بعد سہی ایک صدی بعد سہی لیکن اُسے اللہ کا دیدار

اللہ کے بندے دنیا میں رہتے ہیں لیکن دنیا اُن کے اندر نہیں گھستی دنیا ہی مقصد بن جائے تو پھر بندہ بازی ہار گیا

بھی ہوگا اور اللہ سے شرف ہم کلامی بھی نصیب ہوگا۔ یہ ساری عظمت اس ایک بات کی ہے کہ شہنشاہ کا ذاتی مہمان ہے اور اسے شہنشاہ کے حضور ملاقات کے لئے حاضر ہونا ہے۔ اسے بات سننا ہے اسے بات کہنا ہے۔

اب اگر اُس شہنشاہ کا کلام تیس پارے نازل ہو جائے جس کے ایک جملے کی برکات یہ ہیں تو یہ اُس مالک الملک کا کلام ہے۔ یہ الگ بات کہ اِس عالم میں اس حقیقت کو سمجھنا آسان نہیں ہے وہاں کی نگاہ اور ہوگی۔ **فكشفنا عنك غطاءك فبصرك اليوم حديد** o برزخ، حشر کے بارے حکم ہوتا ہے کہ تمہارے پردے ہٹا دیئے گئے۔ تمہاری نگاہ فولادی کر دی گئی ہے۔ تمہیں سب نظر آئے گا۔ فرشتے بھی، جنت دوزخ بھی، ہر چیز دیکھو گے۔ یہاں نگاہ وہ نہیں ہے فولادی ہے۔ دنیا کو دیکھنے کی نگاہ ہے لیکن دل ہے جس میں اللہ مکین ہے۔ جب دل کی نگاہ سے دیکھا جائے تو جسے صدیوں میں ایک جملہ نصیب ہو اُس کا مقام اتنا ہے اور جس کے پاس تیس پارے موجود ہوں۔ جس کے سینے میں تیس پارے محفوظ ہوں۔ جو دن میں پانچ مرتبہ ہر عبادت کے وقت اس کی آیات اور اس کے احکام سُنے اور جس کو اس پر عمل کرنا نصیب ہو وہ کتنا عظیم انسان ہے اور یہی رمضان المبارک کا شرف ہے۔

شهر رمضان الذى اُنزل فيه القراٰنُ o تم کیا سمجھو اس مہینے کی ایک یہی بات ساری باتوں پہ بھاری ہے کہ اس ماہ مبارک میں قرآن حکیم علم الٰہی سے عالم مخلوق میں آیا اور پھر زمین پر نزول بھی اِس کا اسی ماہ مبارک میں شروع ہوا۔

انا انزلنه فى ليلته القدر . لیلتہ القدر کو وحی کا نزول شروع ہوا۔ باقی بے حساب نعمتیں صدیوں کا گنہگار آلودہ دامن، چاک دامن، ذہنی، جسمانی، اخلاقی، مادی، روحانی، بیماریوں آلائشوں سے پراگندہ دنیا بھر کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اگر رمضان کا روزہ ایمان اور احتساب سے رکھ لے اسے اللہ کی عظمت پہ یقین پختہ ہو جائے۔ اُس کی توحید پہ یقین کامل ہو جائے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

رسالت پہ یقین کامل ہو جائے۔ضروریات دین پر یقین نصیب ہو۔ ایمان ہو۔ واحتساباً اور احتساب کے لئے رکھے کہ میں تو اس قابل نہیں ہوں کم از کم یہ جو آلودہ دامن ہے اسے بحرِ رحمت میں ڈبولوں۔کسی پر رعب جھاڑنے کے لئے نہیں، اپنے آپ کو پارسا کہلوانے کے لئے نہیں، اپنا احتساب کرے۔

من صام رمضان ایماناً واحتساباً ہ ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کا اگر ایک روزہ کسی نے رکھ لیا۔غفر لہ ماتقدم من ذنبہ ہ او کما قال رسول اللہ ﷺ ۔ زندگی بھر کے سارے گناہوں کو معاف کرنے کے لئے کافی ہے اگر کسی نے رمضان المبارک میں قیام الیل کیا اور قیام الیل ہوتا ہے کہ عشاء اگر کسی نے باجماعت پڑھی اور فجر باجماعت پڑھی وہ قائم الیل شمار ہوتا ہے گویا ساری رات عبادت میں رہا۔تو کسی نے رمضان کا قیام کرلیا آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

من قام رمضان ایماناً واحتساباً ہ جس نے رمضان کا قیام کیا ایمان اور احتساب سے اللہ کی بخشش کی طلب میں، اپنے گناہوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا احتساب کرتے ہوئے غُفر لہ ماتقدم من ذنبہ ہ زندگی میں جتنے گناہ وہ کر چکا تھا وہ معاف ہو گئے۔

لوگوں کی زبانیں بڑی لمبی ہوتی ہیں اور سُوچ بڑی گھٹیا ہوتی ہے۔ایک دن کسی نے یہ بات کہی کہ یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ بندہ سارا سال گناہ کرتا رہے پھر رمضان میں بخشوا لے لیکن میں نے کہا ایک مصیبت اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو بخشے جاتے ہیں وہ گناہ نہیں کرتے۔ جسے رمضان کے بعد بھی گناہ ہی کی سوجھے وہ یہ سمجھ لے کہ اُس کی بخشش ہوئی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ بدر میں میرے ساتھ شریک تھے وہ اُس کے بعد کچھ بھی کریں جنت اُن پر واجب ہو گئی۔اب صحاح ستہ کی

زندگی ناقابل اعتبار دنیا میں رہنے کا موقع ہے۔ کچے دھاگے سے بندھی ہے کسی کی ڈور کسی بھی وقت ٹوٹ سکتی ہے

حدیث ہے اور ثابت ہے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد اور معروف حدیث ہے۔ ہر بندہ جانتا ہے۔تو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر وہ گناہ بھی کرے۔فرمایا گناہ کرے جو جی چاہے کرے جنت اُن پر واجب ہے۔ اب جو جی چاہے میں تو کفر بھی آ جاتا ہے۔ کہ اگر کفر بھی کرے حالانکہ اللہ کا حکم ہے کہ کفر کرنے والا نہیں بخشا جائے گا۔ تو اس میں محدثین اور شارحین حدیث جب بات کرتے ہیں تو وہ نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ان پر جنت واجب ہو گئی اس کے بعد اب یہ کوئی ایسا کام ہی نہیں کریں گے جو اہل جنت کے شایان شان نہ ہو یعنی من جانب اللہ محفوظ ہو گئے۔اب ان کے ایمان و یقین میں کمی نہیں آ سکتی۔اب ان کے کردار اور اخلاق میں گراوٹ نہیں آ سکتی اس لئے کہ یہ اہل جنت ہیں۔گویا آپ ﷺ کا یہ فرما دینا کہ یہ اہل جنت ہیں۔اس بات کی ضمانت ہے کہ اس کے بعد یہ کوئی گناہ، کوئی جرم نہیں کریں گے۔انہیں اللہ کریم کی حفاظت نصیب ہے گناہ کرنے نہیں دے گی۔اسی لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے بعد اگر امت میں اختلاف پیدا ہو اور اہل بدر میں سے ایک بندہ موجود ہو ساری امت ایک بات پہ آ جائے اور اہل بدر کی رائے دوسری ہو تو عمل اُس کی رائے پہ کیجئے اس لئے کہ اُس کی رائے غلط نہیں ہو سکتی تم سارے غلطی کر سکتے ہو۔انہیں اللہ نے غلطیوں سے محفوظ کر دیا ہے اُس کی رائے صائب ہو گی۔

یہی حال یہاں بخشش والوں کا ہے کہ اگر کوئی رمضان المبارک میں ایمان سے روزہ رکھتا ہے۔ایمان واحتساب سے قیام کرتا ہے۔وہ روزہ اور وہ قیام قبول ہو جاتا ہے ماشاء اللہ اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ گناہ کے نزدیک جانے سے اُسے ڈر لگے گا۔یہ نہیں کہ وہ اور گناہوں پہ دلیر ہو جائے گا نہیں۔زخم جب مندمل ہوتا ہے تو وہ جگہ کافی عرصہ بڑی حساس رہتی ہے، دوسرا زخم کھانے کی تاب نہیں رکھتی، گناہ جب معاف ہو جاتے ہیں تو گناہ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔دکھ لگتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

درد ہوتا ہے۔ اس لئے جن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ اب رمضان میں معاف ہو گئے۔ اب پھر شروع کر دو اگلے رمضان بخشوا لیں گے۔ ایسا نہیں ہوتا اس لئے کہ نہ اگلے رمضان کی کسی کے پاس گارنٹی ہے اور جس کا دل صاف ہو جائے اُس کا دل پھر گناہ کو نہیں کرتا ہے اور کیسے عجیب اور خوش نصیب لوگ ہیں وہ جنہیں ایک آیت نہیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) آیات حفظ ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو چاہے کہ میں اپنے رب سے بات کروں جس کے دل میں یہ بات آجائے کہ مجھے رب کریم سے گفتگو کرنی ہے فرمایا۔ فلیقرء القرآن o وہ قرآن کی تلاوت شروع کر دے اُس کی رب کے ساتھ باتیں شروع ہو جائیں گی۔ ہم قران ختم کرنے کے لئے پڑھتے ہیں۔ بھاگے جاتے ہیں۔ ہم یہ سمجھ کر پڑھتے ہیں کہ لوگوں کے لئے یہ حکم آ رہا ہے قرآن پڑھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کریم ارشاد فرما رہے ہیں میں سُن رہا ہوں۔ ساری بات میرے ساتھ ہو رہی ہے کہ تمہیں یہ کرنا ہے تمہیں یہ نہیں کرنا، تمہیں وہاں جانا ہے تمہیں وہاں نہیں جانا۔ تمہیں یہ کھانا ہے تمہیں یہ نہیں کھانا، پھر قرآن پڑھنے کا مزا آتا ہے۔ دنیا کو چھوڑ دو کائنات کو فراموش کر دو۔ ایک رب العلمین ہو۔ اُس کی طرف سے بات آ رہی ہو اور آپ سن رہے ہوں پھر بات کرنے کا مزا آتا ہے۔ پھر پتہ چلتا ہے میں ذرہ ناچیز میری تو کوئی حیثیت نہیں، اللہ رب العلمین مجھے فرما رہا ہے کہ اتنے بجے اٹھ جایا کر۔ اس وقت تک کھایا پیا کر۔ اُس کے بعد روزہ رکھ لے۔ فلاں وقت پہ افطار کر دینا۔ لباس ایسا پہنا کر۔ بچوں کو یہ حکم دے۔ اسلام کے دشمنوں سے ایسا سلوک کر۔ اور مسلمانوں کے ساتھ اس طرح سے پیش آ۔ لین دین میں یہ کر۔ جس طرح کوئی بزرگ کسی اپنے مرید کو بٹھا کر سمجھا رہا ہوتا ہے کہ تجھے یہ کرنا ہے یہ نہیں کرنا۔

آخرت کو بچانے کے لئے بُروں کو چھوڑ کر بھلوں کے پاس جاؤ۔ یہاں کیا ہے؟ ہم سارے مکان بیچ کر امریکہ جانے کو تیار بیٹھے ہیں یعنی یہاں نیکی چھوڑ کر، ہم ایسی جگہ جانا چاہتے ہیں جہاں آگ دھک رہی ہے۔ اور انگارے برس رہے ہیں۔

الخلق عیال اللہ o مخلوق تو اللہ کے بال بچے ہیں، خاندان ہے، اُس کا وہ واحد ہے لاشریک ہے۔ کوئی اُس کی کف نہیں، کوئی اُس کی ذات نہیں، لیکن مخلوق تو اُس کی پروردہ ہے وہی پرورش کرتا ہے وہی پالتا ہے، اور وہی کسی کو اپنے روبرو بٹھا کر سمجھا رہا ہے۔ تو یہ ہی ان تیس پاروں میں ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جو اللہ سے ہم کلام ہونا چاہے فلیقراء القرآن o وہ قرآن پڑھنا شروع کر دے۔ جس کے پاس یہ دولت ہو پھر اُسے لطف ہم کلامی نصیب نہ ہو اُسے بات کرنے میں مزا نہ آئے۔ پھر وہ دنیا کی آلائشوں سے خود کو آلودہ کرتا پھرے، پھر وہ لذت تلاش کرے گناہ میں، وہ لذت چوری میں تلاش کرے پھر وہ دنیا کی دولت میں، اقتدار میں لذت تلاش کرے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو دولت اُس کے پاس ہے وہ اُس سے آشنا ہی نہیں۔

دنیا کے سارے کام ہوتے ہیں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے سارے کام کئے، جہاد بھی کئے، شادیاں بھی کیں، اولادیں بھی ہوئیں، مزدوریاں بھی اللہ کے رسولوں نے کیں۔ جہاد بھی کئے، جرنیل بھی بنے، فاتح بھی ہوئے، حکمران بھی بنے لیکن یہ ساری باتیں ثانوی ہوتی ہیں پہلی بات رب العلمین کے ساتھ تعلق کی ہوتی ہے اور یہی چیز اہل اللہ کو اور اللہ کے بندوں کو نصیب ہوتی ہے۔

جس طرح مرغابی پانی میں ہوتی ہے لیکن اُس کے پروں میں پانی نہیں جاتا سارا دن پانی میں رہے باہر نکلے تو اُس کا وجود خشک ہوتا ہے اور پروں کے اندر پانی نہیں جاتا۔ کشتی پانی میں ہوتی ہے لیکن کشتی میں پانی نہیں ہوتا۔ اگر کشتی میں پانی ہو تو کشتی ڈوب جاتی ہے مرغابی کے بدن سے پانی لگے تو وہ اکڑ کر مر جائے۔

دنیا میں اللہ کے بندے رہتے ہیں لیکن دنیا اُن کے اندر نہیں گھستی۔ دنیا ہی مقصود بن جائے دنیا ہی زندگی کا حاصل بن جائے تو پھر تو بندہ بازی ہار گیا۔ اور یہ قرآن حکیم ھُدًی

www.naqshbandiaowaisiah.com

للناس. نوع انسانی کے لئے ہر مسئلے کا حل اس میں موجود ہے۔ ہر بات کی رہنمائی موجود ہے مومن ہو یا کافر دنیا کے تمام مسائل کا حل اسی میں ہے۔اگر ایمان کے ساتھ اس کے احکام پہ عمل کرتا ہے تو دنیا وآخرت دونوں پاتا ہے لیکن اگر کافر بھی اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کام کرتا ہے تو دنیوی فائدہ وہ بھی پالیتا ہے۔جس طرح آج ترقی یافتہ اقوام کو آپ دیکھیں جس جس شعبے میں انہوں نے ترقی کی ہے وہاں جو کام کرنے کے اصول ہیں وہ وہ ہوں گے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائے۔ جو قران میں موجود ہے۔اور قبل اسلام ان قوموں کے پاس یہ دولت نہیں تھی۔ یہ ساری انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی خوشہ چینی کی ہے۔کیسی عجیب بات ہے کہ کافر کہلانے والے تو کاروبار میں دیانت کریں اور دنیا کے کاروباری اور دنیا کے معاشی معاملات کے سربراہ بن جا ئیں اور ہم ساری محبت اور سارے دعووں، نمازوں اور سجدوں کے باوجود اپنے کام میں بددیانتی کریں کیسی عجیب بات ہے؟۔

میرے بھائی ہم دوسروں پہ نظر رکھتے ہیں، اپنے لئے بہت کم سوچتے ہیں۔قرآن حکیم میں جو باتیں ہیں فرمایا۔ بینٰتٍ من الھدیٰ. روشن اور کھری باتیں' ہر کام کو کرنے کا طریقہ واضح الفاظ میں موجود ہے۔۔ والفُرقان غلط اور صحیح کے درمیان فرق کر دیتا ہے۔ بالکل واضح کر دیتا ہے۔ یہ غلط ہے یہ درست ہے۔

زندگی ایک ناقابل اعتبار دنیا میں رہنے کا موقع ہے۔ کچے دھاگے سے بندھی ہے کسی کی ڈور کسی بھی وقت ٹوٹ سکتی ہے۔رمضان تو سال بعد آئے گا یہاں تو پل بھر کی ضمانت نہیں ہے۔ لہذا پہلی فرصت میں یہ سوچا جائے کہ میں کہاں کھڑا ہوں؟ یہ کتنا عظیم حکم ہے'اللہ کا کلام ہے۔ جسے پہنچانے کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے۔ جسے زمین تک لانے کے لئے جبرائیل امین علیہ السلام مقرر ہوئے۔ میری حیثیت کیا

> **سب سے پہلے خود کو تلاش کرو اگر تم صحیح جگہ پر آ گئے تو تمہارے والدین کو بھی تم سے فائدہ پہنچے گا۔تمہاری اولاد کو بھی تم سے فائدہ پہنچے گا۔ تمہارے دوست احباب اور دنیا کو بھی تم سے فائدہ پہنچے گا۔**

ہے؟اور کتنا موقع ہے میرے لئے کہ اگر میں اللہ کی اتنی بات سنوں' سمجھوں' عمل کروں' تو دنیا میں مجھے کیا نصیب نہ ہو۔ یہ روزمرہ کی معمولی باتیں اب سردیوں میں سردی لگے تو یہ ایسی کوئی عجیب بات ہے کہ وہ سردی لگتی ہے' گرمیوں میں گرمی لگے تو بندہ کہے میں تو نماز پڑھتا ہوں مجھے گرمی کیوں لگتی ہے یہ گرمی سردی نفع ونقصان صحت وبیماری یہ دنیا کا ایک نظام ہے۔اسے چلنا ہے نیکوں کو بھی اس سے گزرنا ہے۔بدکاروں کو بھی اس سے گزرنا ہے۔مومن کو بھی گزرنا ہے۔ فاسق وفاجر کو بھی گزرنا ہے۔ یہ ایک الگ نظام ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس سے گزرتے وقت کس کا تعلق رب العٰلمین سے کتنا ہے اور کون اُس سے محروم ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے جسے ہم نہیں سوچتے اور جو ہمارے سوچنے کی نہیں ہے اُس میں ہم الجھے رہتے ہیں کہ مجھے بخار کیوں ہوا؟ میرا یہ نقصان کیوں ہوا؟ مجھے یہ عہدہ کیوں نہیں ملا؟ اور مجھے پیسے کیوں نہیں ملے؟ میرے بھائی اِس شور شرابے میں زندگی کا چراغ گل ہو جائے گا اور واپس اصلاح احوال کے لئے آنے کی فرصت نہیں ہوگی۔وقت نزع کی قرآن حکیم نے پوری منظر کشی کرتے ہوئے فرماتا ہے جب زندگی ختم ہوتی ہے اور فرشتے آتے ہیں جب آدمی کا دامن آلودہ دیکھتے ہیں کمال ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد قرآن کریم کے نزول کے بعد نور کے دریا بہہ رہے اور تیرے پاس ظلمت ہی ظلمت ہے تو وہ اُسے کہتے ہیں۔

بھئی تم لوگ کیا کرتے رہے ہو فیما کنتم۔ یہ تم ساری زندگی کیا جھک مارتے رہے ہو۔ وہ بندہ کہتا ہے۔ کُنا مستضعفینَ فی الارض. یار ہم تو کمزور لوگ تھے اور بڑے لوگ جو تھے حکمران جو تھے' لیڈران قوم جو تھے' پیر صاحبان جو تھے' علماء حضرات جو تھے' ہمارے باپ دادا جو تھے جو بڑے تھے وہ ہمیں جدھر چلاتے رہے ہم چلتے رہے تو وہ فرشتے کہتے ہیں۔ فتھاجرو فیھا o تم بُرے لوگوں کو چھوڑ کر اچھے لوگوں کے پاس کیوں نہیں گئے؟ الم تکن ارض اللّٰہ واسعۃً، فتھا

www.naqshbandiaowaisiah.com

جـــرو فیهـــا۔ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی، جہاں بُرے لوگ تھے وہاں سے چھوڑ کر جہاں اچھے تھے وہاں چلے جاتے۔ آج تو ساری دنیا چھوڑ رہے ہو۔ اُس وقت تم سے ایک گاؤں نہیں چھوڑا جاتا تھا، ایک ملک نہیں چھوڑا جاتا تھا، آخرت کو بچانے کے لئے بُروں کو چھوڑ کر بھلوں کے پاس جاؤ۔ یہاں کیا ہے؟ یہاں حلال ملتا ہے۔ مشکل سہی دال روٹی سہی، لیکن محنت کرنے والا حلال کھائے یہاں ہم سارے مکان بیچ کر امریکہ جانے کو تیار بیٹھے ہیں۔ یعنی جہاں نیکی چھوڑ کر ہم ایسی جگہ جانا چاہتے ہیں جہاں آگ دہک رہی ہے اور انگارے برس رہے ہیں۔ جہاں کفر ہی کفر ہے۔ حرام ہی حرام ہے۔ جہاں خنزیر کھایا جا رہا ہے۔ شراب پی جا رہی ہے۔ فحاشی عام ہے۔ کیا ہم نہیں سمجھتے؟ کیا ہم بچے ہیں؟ وہاں جا کر پھر وہاں سے خط آتے ہیں۔ جی یہاں بڑی تکلیف ہے۔ کیا تکلیف ہے؟ جو لینے گئے تھے وہ تلاش کرو۔ کس نے کہا تھا کہ امریکہ بیت اللہ ہے۔ کس نے بتایا تھا کہ سکنڈے نیویا میں کوئی نبی بیٹھا ہے۔ کس نے تم سے کہا تھا کہ برطانیہ میں حج ہو جائے گی۔ چند ٹکوں کے لالچ میں گئے تھے اپنے ٹکے کماؤ یار میں تو سب کو یہی لکھتا ہوں کہ تم وہاں نیکی بدی کی بات کیوں کرتے ہو؟ جس کام سے گئے ہو وہ کرو۔ اصول یہ ہے فرشتے کہتے ہیں جب ہم کہتے ہیں اس کی تو نظر ٹھہر گئی۔ ٹھہری نہیں اُدھر بات کر رہا ہوتا ہے۔ ہم اپنی سناتے ہیں وہ ہماری نہیں سنتا۔ جب اُسے فرشتے نظر آرہے ہیں۔ سامنے موت کھڑی نظر آرہی ہے۔ برزخ نظر آرہی ہے۔ وہ کہتا ہے یار ہم تو مارے گئے ہم تو وہ کہتے ہیں۔

الم تکن ارض اللّٰہ واسعۃ فتھا جروا فیھا۔ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی۔ تم بُرے لوگوں کو چھوڑ کر، بُرے ماحول کو چھوڑ کر، اچھے لوگوں، اچھے ماحول، اچھی مجلس، میں چلے جاتے پھر اللہ سے گزارش کرتا ہے کہ یا اللہ اگر مجھے تھوڑی سی مہلت دے دے۔ میں ساری بُرائیاں چھوڑ دوں۔ توبہ کرلوں۔ تیری راہ پہ سارا مال لٹا دوں۔ وکن من الصلحین۔ رب لولا آخرتنی الیٰ اجل قریب۔ تھوڑی سی مہلت دے دے چند لمحے ایک دفعہ مجھے بیٹھنے دے۔ میں اُس وقت سارے گناہ سے توبہ کر کے مال تیری راہ میں خرچ کردوں گا۔ جان تیری راہ میں خرچ کردوں گا۔ میں تیری راہ میں قربان ہو جاؤں گا۔ اور نیکی اختیار کرلوں گا۔ فرمایا

ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا ہ وقت آجاتا ہے تو پھر مہلت نہیں ملتی۔۔

آج فرصت ہے، آج مہلت ہے، آج سب سے پہلے اپنے آپ کو تلاش کرو۔ دنیا کو چھوڑ دو، اولاد کو چھوڑ دو، بیوی بچوں کا خیال چھوڑ دو، والدین کا چھوڑ دو، سب سے پہلے خود کو تلاش کرو اگر تم صحیح جگہ پر آگئے تو تمہارے والدین کو بھی تم سے فائدہ پہنچے گا۔ تمہاری اولاد کو بھی تم سے فائدہ پہنچے گا۔ تمہارے دوست احباب کو بھی تم سے فائدہ پہنچے گا دنیا کو تم سے فائدہ پہنچے گا۔ اور اگر خود صحیح جگہ پر نہ آئے اور دوسروں کی فکر کرتے رہے تو وہ فکر بھی فضول ہے۔ اپنے آپ کو بھی کھو دو گے اور انہیں بھی کھو دو گے۔

اللہ کریم ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور رمضان المبارک کی مبارک نعمتوں سے حظ وافر عطا فرمائے۔ ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ اور ہمیں کتاب حکیم کی عظمتوں سے آشنا فرمائے۔ اس کو ہمارے دل کا نور آنکھوں کا سرور اور ہمارے راستوں کی روشنی بنائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

جنت و دوزخ کے تصور سے بالاتر ہو کر محض اللہ کی رضا کیلئے عبادت کرے کیونکہ وہ اس لائق ہے کہ صرف اُسی کی عبادت کی جائے۔ بلا چوں چراں اُس کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسلام کا نفاذ

نفاذ اسلام کے لئے نہ کسی بل کی ضرورت ہے نہ اسلام زندگی سے ہٹ کر ہے مغرب اور امریکہ جو اسلام سے خوف زدہ ہے اُسے یہ سمجھنا چاہئے کہ ہمارے ہاں اسلام کا نفاذ کم ہے اور امریکہ' برطانیہ میں کم از کم ہم سے زیادہ اسلامی اصول نافذ ہیں۔ ہم جب کہتے ہیں کہ اسلام نافذ کیاجائے تو مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہی برحق اصول جو اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ نے بتائے کاروبار میں' تجارت میں' لین دین میں' معاملات میں' دوستی میں' رشتے میں' تعلق میں' وہ سارے اصول عملی زندگی میں اپنائے جائیں۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 31-10-03

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

شھر رمضان الذی اُنزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینت مِنَ الھُدی والفرقان

اللہ کریم نے اپنی رحمت اور کرم سے ہم سب کو ایک رمضان المبارک اور نصیب فرمایا الحمدللہ۔ کتنے ایسے احباب تھے' رشتہ دار تھے' واقف کار تھے' جو پچھلے رمضان المبارک میں ہمارے ساتھ تھے اس بار نہیں ہیں۔ مدینہ منورہ میں دو شخص ایمان لائے لیکن اللہ کی شان اُن میں سے ایک بہت جلدی فوت ہوگیا اور کچھ دن بعد دوسرا بھی فوت ہو گیا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ کہ ان کے درجات تو برابر ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں جو بعد میں فوت ہوا ہے اُس نے کچھ دن زائد عمل کیا وہ اَجر اُس کا پہلے والے سے زیادہ ہے۔

تو ہمیں جن کو ایک رمضان المبارک اور نصیب ہوگیا۔ زندگی بھر کی خطاؤں کو بخشوانے کا ایک موقع اور مل گیا۔ قربِ الٰہی کی تلاش کا' رحمتِ حق کو پانے کا' دنیا اور آخرت سنوارنے کا۔ اب یہ اپنے اپنے نصیب' اپنے اپنے کردار' اپنی اپنی توقعات' اپنی اپنی خواہشات کی بات ہے کہ کون کیا پاتا ہے؟ اللہ کی عطا تو ہردم' ہرلحظہ ہر ذرے پہ ہے۔ ابرِ کرم تو برس رہا ہے کس کا دامن وا ہے اور کس نے دامن پھاڑ لیا ہے کس نے دامن اٹھایا ہے اور کس کو اس کی ہوش ہی نہیں۔ یہ انسانی کردار ہے۔ اس ماہ مبارک کی تعریف کرتے ہوئے ایک چھوٹی سی بات پہ اکتفا فرمایا رب العلمین نے کہ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے۔

انزل فیہ القرآن۔ جس میں قران کریم نازل کیا گیا۔ گویا نزول قرآن اتنی بڑی بات ہے اتنا بڑا انعام ہے اتنی بڑی نعمت ہے کہ اور کسی نعمت کو گننے کی ضرورت نہیں حالانکہ رمضان المبارک میں اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں۔ اور بے شمار کرم ہیں لیکن جس طرح فوج میں آپ کسی کو جرنیل کہہ دیں تو اُس سے نیچے کے عہدے گننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح نزول قران کی بات کرنے کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس کی اہمیت کے لئے موقع کی مناسبت سے بہت فضائل' بہت سی برکات' اور دیگر دلائل قرآن حکیم نے ذکر فرمائے ہیں لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انزل فیہ القرآن۔ رب العلمین کا ذاتی کلام انسان کو پہنچا۔ اب اُسی کلام کا شرف دیکھیے۔

ھُدی للناس ۔ تمام اولادِ آدم کے لئے

جو بات کر رہا ہوتا ہے بات اُس کی شخصیت' اُس کی ذات' اور اُس کے کمالات کی آئینہ دار ہوتی ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ھُدیٰ عربی لغت میں بڑا وسیع المعنی لفظ ہے جس کا مفہوم اگر ہم مختصر کر کے سمجھنا چاہیں تو یہ ہے کہ زندگی کے کسی بھی کام کو کرنے کا صحیح طریقہ جو ہے وہ ھُدیٰ ہے۔ وہ کام دنیا کا ہے' دین کا ہے' وہ کام لین دین کا ہے' معاشرت کا ہے' اخلاقیات کا ہے' عبادات کا ہے' کوئی کام کوئی شعبہ زندگی کا جو ہے اُس کا کوئی بھی کام کرنے کا جو صحیح طریقہ ہے وہ ھُدیٰ کہلائے گا۔ رب کریم نے فرمایا کہ قران کی عظمت صرف یہ نہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے یہ عظمت بجائے خود بہت بڑی ہے۔ اللہ کا کلام ہونا بہت بڑے شرف کی بات ہے۔ بہت بڑی رحمت کا سبب ہے۔ کلام متکلم کا آئینہ ہوتا ہے۔ جو بات کر رہا ہوتا ہے بات اُس کی شخصیت' اُس کی ذات' اور اُس کے کمالات کی آئینہ دار ہوتی ہے اور سننے والا وہ ساری چیزیں وصول کر رہا ہوتا ہے۔ جب بات اللہ ارشاد فرما رہا ہو اور سننے والا انسان ہو تو اُس کی تمام تجلیات' تمام تر رحمتیں' تمام تر شفقتیں' تمام تر عظمتیں' اُس کلام کے ایک ایک زیر و زبر میں موجود ہیں۔ گویا رحمت الٰہی لٹائی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ اس کا کمال یہ ہے۔

ھُدیٰ للناس ہے ساری انسانیت کو صحیح طریقہ عمل اس سے ملتا ہے۔ آج کے عہد کی ایک بڑی غلط فہمی ہے کہ قرآن صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ اسلام صرف مسلمانوں کے لئے ہے لیکن آج کی سچائی یہ ہے اگر اسے گستاخی نہ سمجھا جائے میں علمائے کرام سے معذرت سے یہ عرض کروں گا۔ کہ غیر مسلم ممالک میں ایک حد تک اسلام نافذ ہے۔ میں نے امریکہ میں اسلام دیکھا ہے۔ سرکاری طور پر میں نے یورپ میں' سکینڈے نیویا میں' جاپان میں، اور چین میں عملاً اسلام دیکھا ہے' آپ حیران ہوں کہ یہ کیسی بات کر رہا ہے؟ یہاں تو نفاذ اسلام کی تحریکیں چل چل کے دم توڑ گئیں اور نعرے لگا کر ہم تھک گئے اور کوئی اسلام نافذ نہیں کرتا وہاں کیسے نافذ ہے؟ وہ تو اللہ کو مانتے ہی نہیں تو اسلام کے دو

زندگی کے کسی بھی کام کو کرنے کا صحیح طریقہ جو ہے وہ ھُدیٰ ہے۔

حصے ہیں ایک ہے اللہ کو اور آخرت کو ماننا اس کو اللہ نے انسان کی پسند پہ چھوڑ دیا فرمایا۔ لا اکراہ فی الدین. کسی سے زبردستی میری عظمت منوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفوراً

میں نے راستہ واضح کر دیا جو چاہتا ہے شکر کی راہ اختیار کرے اور جو ناشکری اور کفر اختیار کرنا چاہتا ہے وہ بھی کر کے دیکھ لے اپنے اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے اس کا تعلق نہ صرف دنیا بلکہ دنیا و آخرت دونوں سے ہے۔ دوسرا حصہ ہے اسلام کا امور دنیا میں ہدایت ہونا۔ امور دنیا میں اگر اسلامی اصولوں کے مطابق کوئی عمل کافر بھی کرے گا تو دنیوی بہتری اُسے اسی طرح نصیب ہوگی جس طرح کوئی کافر بھی ٹھنڈا پانی پیے تو اُس کی پیاس بھی بجھتی ہے۔ اُسے لطف بھی آتا ہے۔ مومن بھی پیے تو اُسے بھی مزا آتا ہے پیاس بھی بجھتی ہے۔ مومن پینے کے بعد الحمدللہ کہتا ہے اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ کافر اس سے بے بہرہ رہتا ہے اُس کا آخرت میں اَجر نہیں لیکن دنیوی فائدہ کافر کو بھی ہوگا۔ بعینہٖ جس طرح کافر بھوکا ہو اُسے اچھا کھانا کھلائیں تو اُس کی صحت بھی ٹھیک ہوگی پیٹ بھی بھر جائے گا۔

میں نے امریکہ میں ایک چیز ایک دکان سے خریدی اور اُس پر لکھا ہوا تھا۔ میڈ ان تائیوان Made in Taiwan تو جس طرح پوری دنیا میں مشہور ہے کہ تائیوان کا تو دو نمبر مال آتا ہے۔ میں تھوڑا سا گھبرا گیا اور میں نے دکاندار سے کہا بھئی یہاں نیویارک میں بھی اگر میں نے تائیوان کی چیز خریدنی ہے تو یہ تو نمبر دو ہے وہ کہنے لگا نہیں' نمبر دو مال امریکہ میں نہ آ سکتا ہے۔ نہ بیچا جا سکتا ہے۔ یہاں کوالٹی کنٹرول ہے تائیوان میں امریکی کسی کی فیکٹری ہوگی اُس نے ہمارے معیار کے مطابق اس کو بنایا ہے اور ہمارے جو معیار ہے اُس کے مطابق یہ پورا ہے۔ اس لئے یہاں بک رہا ہے اگر اس سے کمزور ہوتا' دو نمبر ہوتا تو نہ امریکہ میں آتا نہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہاں بکتا' آپ بے فکر ہو کر خرید لیں یہی تو اسلام ہے۔ اسلام اس کے علاوہ کیا ہے کہ آپ قیمت کے بدلے میں جو چیز لے رہے ہیں وہ وہی چیز ہو جو سمجھ کر آپ لے رہے ہیں یہی تو اسلام ہے۔ تو اس شعبے میں' تو میں نے دیکھا امریکہ میں اسلام نافذ ہے۔ میں نے چین میں' جاپان میں' ایک عجیب بات دیکھی ہے اُن لوگوں کے مزاج میں جھوٹ کا تصور نہیں ہے کہ کیوں جھوٹ بولیں مسئلہ کیا ہے؟ کیوں غلط کہیں؟ کتنی عجیب بات ہے انہیں یہ بات بڑی عجیب لگتی ہے کہ کوئی بندہ سوال کرے ہم اُسے غلط بتائیں کہتے ہیں کیوں ایسا کریں؟ یہی تو اسلام ہے۔

نبی رحمت ﷺ کا بازار سے گزر ہوا۔ ایک دکان کے سامنے غلے کا انبار لگا ہوا تھا۔ ہمارے یہاں بھی کاشتکار اگر گندم میں مٹی آ جائے تھوڑی بہت تھریشر سے رہ جاتی ہے پھر اُسے پانی سے گزار لیتے ہیں۔ وہ مٹی پانی میں بہہ جاتی ہے۔ گندم صاف ہو جاتی ہے۔ مٹی پانی میں حل ہو کے نکل جاتی ہے اُس دکاندار نے بھی گندم صاف کر کے ایک ڈھیر باہر بنا دیا۔ اب ہوا اور دھوپ سے جو اوپر کی سطح تھی وہ تو بالکل خشک ہو گئی۔

حضور اکرم ﷺ نے دست مبارک سے اُس گندم کے اندر ڈالا تو نیچے نمی تھی۔ تراوت تھی۔ آپ ﷺ نے دکاندار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کوئی گاہک آئے تو اُسے بتانا کہ اندر اس میں نمی ہے دیکھ کر خریدے۔ یعنی جو اوپر نظر آ رہی ہے وہ اندر نہیں ہے۔ اندر بھی ہاتھ ڈال کے دیکھ لے۔ پھر اُسے پسند ہو تو خرید لے۔ اب اگر یہ چیز آپ کو برطانیہ میں ملتی ہے۔ میں نے برطانیہ میں دیکھا کہ دکان سے ایک چیز خریدی۔ اب وہ ڈبے میں پیک ہے۔ ایک کوٹ خریدا ڈبے میں پیک ہے انہوں نے نمونے جو باہر لٹکا رکھے ہوتے ہیں۔ آپ نے ایک نمونہ کوٹ کا پہنا

جو چاہتا ہے شکر کی راہ اختیار کرے اور جو نا شکری اور کفر اختیار کرنا چاہتا ہے وہ بھی کر کے دیکھ لے اپنے اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے

دیکھا فٹ کیا اور کہا اس کے ساتھ کا کوٹ دے دو۔ اچھا یہ نمونہ یہاں لٹکا دیں۔ اس کے ساتھ کا پیک آپ کو دے دیں گے۔ اُس نمبر' اُس کوالٹی' اُس رنگ کا وہ سب کچھ آپ کو اُس نے پیکٹ میں دے دیا۔ آپ گھر آئے آپ نے وہ کھول کے پہنا تو اُس کی کہیں سے سلائی نکلی ہوئی ہے' کہیں سے پھٹ گیا ہے' پیکنگ میں' یا بنانے میں کہیں سے بٹن ٹوٹ گئے ہیں' تو آپ کو صرف دکاندار کو ٹیلی فون کی زحمت کرنا ہو گی کہ بھئی جو کوٹ میں نے دیکھا تھا وہ ٹھیک تھا جو آپ نے مجھے دیا ہے وہ تو پھٹا ہوا ہے اب یہ اُس کا دردسر ہے کہ وہ دوسرا کوٹ لے' اپنی گاڑی بھیجے' آپ کے گھر وہ کوٹ پہنچائے اور اپنا پھٹا ہوا لے جائے۔ آپ کو تکلیف نہیں کرنا پڑے گی یہی تو اسلام ہے یعنی اسلام جو ہم نے بنا رکھا ہے کہ کوئی بڑی ڈراؤنی سی چیز ہے اور بڑا مسئلہ ہے اسلام آ جائے گا تو پتہ نہیں کیا ہو گا؟ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اسلام ھدًی للناس ہے۔ تمام انسانیت کے لئے' اب اس میں ھدًی للمسلمین نہیں ہے کہ صرف مسلمانوں کے لئے ہدایت ہے۔ نہیں' ساری اولاد آدم علیہ کے لئے اُس میں ہدایت موجود ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرنا چاہتا ہے تو وہ بھی اُس میں قران میں موجود ہے اُس کے لئے گنجائش کا راستہ اور دروازہ کھلا ہے۔ نہیں اسلام قبول کرتا تو انسان تو ہے انسانی اقدار تو زندہ رکھے اور قرآن کے مطابق عمل کرے۔

شاید میرا کچھ مزاج ایسا ہے یا مسلم دنیا کے ساتھ جو کچھ بیت رہی ہے اور اُس میں جو امریکہ کا ایک ہیولا بن کے ابھرتا ہے تو فطرتاً ایک ردعمل کے طور پر ہمیں اُس سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔ مخالفت اپنے مزاج میں یہ ایک الگ بات ہے۔ میں نے بار ہا کہا کہ امریکہ ٹوٹے گا اور میں اُس پہ اب بھی قائم ہوں لیکن مجھے میرے ایک دوست نے ایک دفعہ کہا کہ آپ کہتے ہیں ٹوٹے گا اور یقیناً ٹوٹے گا کیونکہ پوری دنیا اس کی زبردستی کا شکار ہو رہی ہے لیکن جلدی نہیں ٹوٹے گا۔ میں نے کہا بھئی آپ یہ پیش

www.naqshbandiaowaisiah.com

کوئی کیسے کرتے ہیں؟ وہ کہنے لگا دیکھو۔ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کے صدر پہ الزام لگا جنس الزام ہے اور جنسی الزام ہے اور وہاں جنس پر کوئی پابندی نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ صدر ایسا کیوں کرے؟ عام آدمی کرے خیر ہے۔ صدر نے ایسا کیوں کیا؟ اب اُس کے لئے ایک وکیل کو بطور جج مقرر کر دیا گیا تو پانچ گھنٹے صدر امریکہ کو ایک عام سی کرسی پہ بٹھا کر جج اُس سے براہ راست سوال جواب کرتا رہا اور اُس نے اپنا ادب اور اتنا لحاظ کیا عدالت کا کہ وہ ہر سوال کا جواب دیتا رہا اُس نے کہا جہاں عدل کا یہ تصور ابھی تک موجود ہے وہ نظام جلدی نہیں ٹوٹے گا جب تک ان سے یہ چیز رخصت نہیں ہوگی تب تک یہ زندہ رہیں گے۔

اور یہ کیا ہے کہ اتنے بڑے ملک کا اور اتنی بڑی طاقت کا سربراہ جواب دہ ہے۔ قوم کے سامنے اور جواب دے۔ یہ اسلام ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت اور اسلام کی آمد سے پہلے کون تھا؟ جو اپنے سے اوپر والے کی جواب دہی کرتا یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ تھے جن کا دامن بیوہ عورت گلی میں تھام کر روک لیتی۔ یہ تو فاروق اعظمؓ تھے جنہیں ایک خاتون بڑھیا بھی گلی میں پکڑ کر روک لیتی اور اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہے۔ اس سے پہلے کسی سلطنت' کسی حکومت' کسی بادشاہت' کسی امارت' کسی دولت مند' کو روکنا کسی طاقت ور کو روکنے کا تصور کہاں ملتا ہے؟ تو قرآن کریم کی یہ نعمت کہ جو تو میں جھوٹ بولنے کا تصور ہی نہیں رکھتیں تو یہ عمل تو اُن کا اسلام ہے اگر اُن کے پاس عقیدہ نہیں ہے تو اس عمل کا اجر آخرت میں نہیں ملے گا۔ لیکن دنیوی فائدہ تو حاصل کریں گے۔ اگر نظام عدل رشوت اور سفارش سے الگ ہے تو یہی اسلام ہے۔

اسلام کے نفاذ کے لئے ہمیں کوئی عجیب وغریب کوئی نئی چیز لا کر لوگوں پہ مسلط نہیں کرنی۔ لوگوں کے سر پہ کوئی بوجھ نہیں لادنا۔

آپ قیمت کے بدلے میں جو چیز خرید رہے ہیں وہ وہی چیز ہو جو سمجھ کر آپ لے رہے ہیں یہی تو اسلام ہے۔

مغرب تو مغرب میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی بات سے آشنا نہیں ہیں جو میں کر رہا ہے۔ ہمارے ہاں تصور یہ پایا جاتا ہے کہ جو ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ اسلام کوئی الگ سی چیز ہے وہ آ جائے گی تو ہم جکڑے جائیں گے۔ ہم پھنس نہیں جائیں گے۔ بلکہ ہم آزاد ہو جائیں گے ہر فرد کو اسلام نے زندہ رہنے کا حق دیا ہے۔ خواہ وہ مومن ہے یا کافر' ہر فرد کی آبرو کے تحفظ کا ذمہ دار ہے۔ حکومت کو ہر فرد کے روزگار کی ذمہ داری دی ہے۔ حکومت کو ہر فرد کے بچے کی تعلیم کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کو ہر فرد کے علاج معالجے کی ذمہ داری دی ہے۔ اُن ارباب اختیار کو جو اُس معاشرے پہ اختیار رکھتے ہیں اور یہی اسلام ہے اور اس پر اللہ جل شانہٗ ارشاد فرما رہے ہیں کہ قرآن ھدًی للناس ہے۔ للناس میں تو مومن کافر سب شریک ہیں سب انسان ہیں۔ انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت سے مراد صرف تبلیغ نہیں ہے۔ ہدایت سے مراد زندگی کے ہر شعبے کے ہر کام کو کرنے کا درست طریقہ ہے۔

غلام مجدد مرزا پنجاب کے چیف جسٹس تھے۔ یہیں تشریف لائے۔ مجھے کہنے لگے میں ایک سوال لایا ہوں مجھے اس سوال نے بڑا پریشان کر رکھا ہے کہ اذانیں ہوتی ہیں' نمازیں ہوتی ہیں' روزے رکھے جاتے ہیں' لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں' حج کرتے ہیں' روزی کماتے ہیں اور ہر بُرائی پہ قدغن ہے۔ کوئی اجازت نہیں ہے چوری کی' ڈاکے کی' بُرائی کی' اگر کوئی کرتا ہے تو قانون بھی حرکت میں آتا ہے۔ تو مزید یہ کیا شور ہے؟ اسلام نافذ کرو وہ کیا بلا ہے کہ اسلام کیا نافذ کیا جائے۔ تو میں نے انہیں مختصر سا جواب دیا تھا کہ عام آدمی جو ذاتی عمل کرتا ہے اُس کی وہ حیثیت نہیں ہے جب اُس آدمی کا سابقہ اپنی حکومت سے پڑتا ہے۔ تو نفاذ اسلام سے مراد یہ ہے کہ جو رشتہ عام آدمی اور حکمران میں ہے وہ بھی اسلامی ہو جائے۔ یعنی جب بندہ روزگار کے لئے جائے تو اُس میں جو استعداد ہے اور جس قابل ہے اُس کے مطابق اُس کی استعداد

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے مطابق حکومت اُسے روزگار فراہم کرے۔ اگر بیمار ہوتا ہے تو جو اُس کا حق اپنی قوم پر، ملک پر، حکومت پر بنتا ہے حکومت کے ایسے ادارے ہوں کہ اُس کی دادرسی کی جائے۔ اگر اُسے عدلیہ سے سابقہ پڑتا ہے تو بغیر یہ جانے کہ کون ہے؟ اس کے پاس پیسے کتنے ہیں؟ امیر ہے یا غریب، پڑھا لکھا ہے، یا ان پڑھ، یا اسے کوئی جانتا ہے یا نہیں یہ جانے بغیر ملک کا ایک شہری سمجھ کر اُسے اُس کا پورا انصاف دیا جائے۔ یہ اسلام ہے۔ اور جو رویہ آجکل ہے جس کے پاس پیسے ہیں بچہ پڑھا سکتا ہے۔ غریب نہیں پڑھا سکتا۔ جس کے پاس پیسے ہیں وہ اپنا علاج کرا سکتا ہے غریب نہیں کروا سکتا۔ پیسے والا انصاف خرید لیتا ہے غریب میں خریدنے کی سکت نہیں، محروم رہتا ہے۔ اِس صورت حال کو بدلا جائے یہ غیر اسلامی ہے۔

برطانیہ میں بھی الیکشن ہوتے ہیں ہمارے بھی الیکشن ہوتے ہیں ایک چھوٹی سی مثال ہے مارگریٹ تھیچر برطانیہ میں مسلسل تین بار وزیر اعظم منتخب ہوئی۔ اور ہمارا یہ بی۔ ڈی سسٹم تھا ضلعی حکومت اب بن گئی۔ پہلے بی۔ ڈی سسٹم تھا۔ ضلعی حکومت اور اُس کے آگے پھر وہی یونین کونسلیں اور یہ بن گیا تو یہ نظام برطانیہ میں بڑی مدت سے چل رہا ہے۔ اُن کے بھی لوکل کونسلز ہیں اور کونسلر ہوتے ہیں اور وہ تو کام بھی کرتے ہیں ہمارے یہاں تو صرف قصہ کہانی ہے۔ تو وہ کونسلر جس کونسل کے کونسلر ہوتے ہیں اُس پورے کی ضروریات، لوگوں کے مفاد اور تعلیم وتعلیم بلکہ گھر تک بنا کر ایسے لوگوں کو دیے جاتے ہیں جن کے پاس گھر نہیں ہیں۔ جن کا روزگار چھوٹ جاتا ہے انہیں وظیفے دیے جاتے ہیں۔ گزارہ آلاؤنس دیا جاتا ہے۔ وہ لوگ بہت کام کرتے ہیں تو مسلسل تین بار وزیر اعظم رہنے والی خاتون نے ایک لوکل کونسل میں ایک بندے کو کونسلر بنانا چاہا کہ اسے آپ کونسلر منتخب کرائیے۔ تین بار وزارت عظمٰی کے دور میں وہ

چین میں، جاپان میں، لوگوں کے مزاج میں جھوٹ کا تصور نہیں ہے کہ کیوں جھوٹ بولیں مسئلہ کیا ہے؟

اُسے منتخب نہیں کرا سکی۔ لوگوں نے ووٹ نہیں دیے وہ کہتے ہیں، کہ نہیں، اس سے بہتر بندہ ہمارے پاس ہے یہ اس سے بہتر ہے اس کو ووٹ دیں گے۔

اور یہ کیا ہے؟ یہی تو اسلام ہے اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ غیر مسلم ممالک میں اسلام ملتا ہے۔ عقیدہ نہیں، اسلام تو ہے اور انہی شعبوں میں وہ ممالک ترقی بھی کر رہے ہیں۔ جہاں انہوں نے ھدیٰ کو اپنایا۔ کام کرنے کے صحیح طریقے کو اپنایا۔ تجارت میں صحیح طریقہ دیانت وامانت کا اپنایا۔ دنیا پہ چھا گئے حکومت کرنے کے انداز صحیح اپنائے روئے زمین پر چھا گئے۔ قرآن نے نشہ سے منع کیا ہے انہوں نے شراب پانی کی جگہ عام کر دی ہے۔ شراب اُن کو تباہ کر رہا ہے۔ اسلام نے جنس کو محدود اور اُس کے طریقے بتائے انہوں نے آزاد کر دیا کہ جنس کسی قید میں نہیں ہے اب وہ جنس کے ہاتھوں پریشان ہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ، اُن کے اپنے دانشور کہتے ہیں کہ ہم اس بیماری کو روکنے سے قاصر ہیں اور یہ ہمیں تباہ کر کے چھوڑے گی۔ سارا اسلام نہیں ہے چونکہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں لیکن بہت سے شعبوں میں عملی طور پر اسلام وہاں ملتا ہے

جاپان میں میں نے دیکھا ہم دیہاتی علاقے میں نکل گئے۔ ہم واپس پلٹ رہے تھے رات آٹھ نو بج گئے ابھی ہماری منزل پندرہ بیس میل آگے تھی۔ جس شہر میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے بالکل دیہاتی علاقہ تھا۔ جس سڑک پر ہم آرہے تھے اُس پر ایک سڑک اور آ کر ملتی ہے ٹی کراس بنتا ہے۔ رات کے نو دس بج رہے ہیں وہاں ہم نے بریک ماری وہ جو کونہ ہے اُس میں ایک بڑی لوہے کی الماری رکھی ہے۔ وہ مشین ہے اُس میں آپ سکہ ڈالیے جو چیز آپ کو چاہیے کھانا چاہیے۔ سبزی چاہیے، گوشت چاہیے، چائے چاہیے، کافی چاہیے، یخنی چاہیے بسکٹ چاہئیں، کوکا کولا یا کوئی کولڈ ڈرنک چاہیے، شراب چاہیے، کیا چاہیے؟ آپ کو اُس کے کاؤنٹر میں، آپ مشین کو پیسے دیں جو چیز چاہیے، اُس پہ وہ ٹک کریں اوپر بٹن لگے ہوئے ہیں نیچے ایک خانہ ہے۔ وہ چیز

خانے میں گر جائے گی آپ نے اگر سو کا نوٹ دیا ہے اور وہ چیز ہے ساٹھ روپے کی تو چالیس روپے کی ریز کاری بھی واپس آ جائے گی اور آپ کو وہ سامان بھی مل جائے گا۔ یہ غالباً آج سے سات آٹھ سال پہلے کی بات ہے۔ یہ نہیں کہ میں نے سُنا ہم نے مشین سے چائے کافی لے کر پی۔ یہی تو اسلام ہے اب اگر یہاں پڑی ہوتی تو مشین بھی کباڑیوں کو بیچ آتے۔ صرف اُس میں سے راشن نہ نکالتے' صرف پیسے نہ نکالتے' بلکہ اُس کا لوہا بھی بیچ آتے۔ یہ غیر اسلامی ہے اسلام یہ ہے کہ اب ایک دکاندار ہے' ایک تاجر ہے' ایک کاروباری کمپنی ہے' اُس نے ایک مشین وہاں راستے پہ لگا دی جنگل بیابان ہے۔ کوئی پولیس والا نہیں لیکن جس نے جو چیز لینی ہے وہ اُس سے نکل گئی ہیں۔ اتنی اور رکھ دے گا اُس میں گرم چیز کو گرم رکھنے کا اور ٹھنڈی کو ٹھنڈا رکھنے کا اہتمام ہے۔ آپ چائے' کافی لیتے ہیں وہ گرم نکلے گی آپ بوتل سوڈے کی لیتے ہیں وہ ٹھنڈی نکلے گی۔

میں نے جاپان میں ٹرین پر سفر کر کے دیکھا۔ ہر ریلوے سٹیشن پر یہ مشینیں لگی ہیں۔ گاڑی رکتی ہے۔ آپ اُتر جائیں۔ آپ نے چائے پینی ہے' کافی پینی ہے' کولڈ ڈرنک پینا ہے' وہ پیسے اُس میں نکالیں اُس میں وہ بٹن پہ ہاتھ لگائیں وہ چیز باہر آ جائے گی۔ آپ اپنی لے لیں اور گاڑی میں بیٹھ جائیں کوئی نہ ہوٹل ہے' نہ ٹھوکھا ہے' نہ کوئی آواز لگا رہا ہے کہ گرم پکوڑے' گرم پکوڑے' کچھ بھی نہیں۔ کوئی بتاتا ہی نہیں گرم پکوڑے بھی اُس میں ہیں اور ٹھنڈا سوڈا بھی اُس میں ہے ہر چیز مشین میں پڑی ہے آپ اُس سے لے لیں۔ تو اسلام دنیا میں پھر کر میں نے غیر مسلم ممالک میں دیکھا مسلم ممالک میں بھی دیکھا۔

مڈل ایسٹ میں سعودی عرب میں میں نے دیکھا بڑی حد تک اسلام نافذ ہے۔ سعودیہ

> **آپ ﷺ نے دکاندار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کوئی گاہک آئے تو اُسے بتانا کہ اندر اس میں نمی ہے دیکھ کر خریدے۔ یعنی جو اُوپر نظر آرہی ہے وہ اندر نہیں ہے۔**

میں جیسے میں نے امریکہ کی بات کی ہے سعودیہ میں دو نمبر مال ملتا ہے۔ امریکہ میں ملتا نہیں ہے۔ سعودیہ میں ملتا ہے مجھے بڑا اعتراض ہوا کہ بھئی ایک کافر ملک میں نہیں ملتا۔ اور ایک اسلامی ریاست میں کیوں ملتا ہے؟ ہونا نہیں چاہیے تو میں نے حکومت کے ایک اہلکار سے بات کی اُس نے مجھے بڑی تسلی سے سمجھا دیا۔

اُس نے کہا بات یہ ہے کہ یہاں قانون ہے کہ دو نمبر مال کو ایک نمبر کہہ کر آپ نہیں بیچ سکتے۔ بتا کر بیچیں گے کہ یہ دو نمبر ہے۔ اجازت اس لئے دی گئی ہے کہ بعض لوگ ایک نمبر کی قیمت ادا نہیں کر سکتے تو اُن کو بھی حق ہے کہ وہ دو نمبر خرید کر اپنے گھر رکھ لیں۔ ایک بندہ بجلی کا پنکھا لاتا ہے بہت قیمتی لاتا ہے۔ دوسرا تھوڑا سستا لے لیتا ہے کچھ عرصہ تو اُسے بھی وہ ہوا دے گا۔ آپ بند کر دیں گے تو بہت سا روزگار بھی بند ہو جائے گا۔ بہت سے کمزور لوگ وہ چیزیں نہیں خرید سکیں گے اس لئے حکومت نے اجازت دی ہے لیکن کہیں بھی اگر کوئی شخص دو نمبر مال آپ کو ایک نمبر کہہ کر بیچے تو جو قریب پولیس والا کھڑا ہو اُسے بلا لو۔

ہم مدینہ منورہ سے جدہ کو سفر کر رہے تھے راستے میں مغرب کا وقت ہو گیا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا وہاں ہم رُک گئے۔ ایک ہی دکان تھی اُس گاؤں میں پندرہ بیس گھر ہوں گے اور دکانیں بڑے مزے کی تھیں اُس وقت مجھے آج کا تو پتہ نہیں۔ پانچ چھ سال سے تو میں جا نہیں سکا۔ دکانیں گاؤں میں تو بڑی مزے کی تھیں کہ سوئی سلائی سے لیکر گاڑی کے ٹائر اور سپیئر پارٹ تک ایک ہی دکان سے آپ کو مل جاتا تھا۔ اُس پہ آپ کو کولڈ ڈرنک بھی مل جاتا۔ اُسی پہ چائے بھی' پکوڑے بھی' اور کھانا بھی مل جاتا ہے جوتے بھی مل جاتے ہیں۔ کپڑے بھی مل جاتے ہیں یعنی زندگی کے سارے لوازمات ایک بڑا سا کمرہ بنا کر اُس میں گاڑیوں کے کل پُرزے اور سائیکلیں ہر چیز پڑی ہیں۔ ہم نے نماز کے بعد اُس سے کولڈ ڈرنک پیا۔ اتفاق کی بات جو بوتل میرے حصے میں آئی اُس میں

سمیل Smell تھی۔ خراب ہو چکا ہوگا۔ میں نے بوتل کھولی۔ اُس میں مجھے ناگواری بو آئی میں نے دکاندار سے کہا یہ بوتل خراب ہے۔ وہ اپنے مزاج میں سنی ان سنی کر کے کہنے لگا جی میں نے دے دی۔ میں نے دے دی۔ میں نے کہا آپ نے دے تو دی لیکن میں یہ شرطے کے پاس لیکر جا رہا ہوں اُس کے پسینے نکل گئے اُس نے کہا خدا کے لئے یار میں بوتل دوسری دیتا ہوں۔ یہ پھینک دو مجھے دو۔ اسے ڈسٹ بن میں پھینکو خراب ہے تو آپ دوسری بوتل لو شرطے کو مت بتاؤ۔ ایک پولیس کا سپاہی کھڑا ہے وہاں کونسا چیف جسٹس کھڑا ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ یہی اسلام ہے۔

تو کیا یہ چیز یہاں ہو جائے تو بُری بات ہے یا کوئی عجیب بات ہے۔ یہاں تو ہم چیز خرید کر نکلتے ہیں خراب نکلے تو دکاندار کہتا ہے آپ نے کسی اور سے خریدی ہوگی میرے پاس تو آپ آئے ہی نہیں۔

میں نے مکہ مکرمہ میں جیل دیکھی حالانکہ وہاں بڑی عجیب بات ہے کہ جیل کے عملے کے لئے بازار الگ ہے۔ ضرورت کی چیزیں وہاں مل جاتی ہیں۔ عام آدمی سے اُن کا ملنا جلنا ممنوع ہے کہ نہ یہ کسی سے دوستی کریں۔ نہ کسی کے ساتھ رعایت کریں۔ اب بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ جیل کی ڈیوڑھی سے جو مجرم سزا پا کر داخل ہوتا ہے سب سے پہلے اُس کے سر پہ اُسترا پھیر کے وہ اپنا ایک جیل کا کرتہ پاجامہ پہنا دیتے ہیں اور ایک ہی دال روٹی ہے سب لے کے اور ایک دوائی اسپرو کی گولی اُس وقت سب کے لئے تھی پیٹ میں درد ہے اچھا اسپرو کھالو۔ اسپرو پیٹ کے درد کو کیا کرے گی؟ اسے سر درد ہو گیا اچھا اسے اسپرو دے دو۔ بخار ہو گیا اسپرو دے دو۔ تو میں نے داروغے سے پوچھ لیا کہ بھئی یہ تو بڑی زیادتی کی بات ہے اُس نے کہا جی زیادتی انہوں نے اپنے ساتھ خود کی ہے۔ انہیں جب

نفاذ اسلام سے مراد یہ ہے کہ جو رشتہ عام آدمی اور حکمران میں ہے وہ بھی اسلامی ہو جائے۔

پتہ ہے جیل میں یہ حشر ہے تو جیل میں آتے کیوں ہیں" جرم کیوں کرتے ہیں؟ ہم زیادتی نہیں کر رہے وہ جو قرآن کریم میں آتا ہے۔

وما ظلمنھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون ○ یہ تو یہاں اُس نے کہا خدائی عدل ہے ہم اُن کے ساتھ ظلم نہیں کر رہے۔ انہوں نے اپنے آپ کے ساتھ ظلم کیا ہے کہ خود کو جیل میں لے آئے۔ یہاں تو ان کے آرام و آسائش کوئی نہیں پوچھے گا" مجرم ہیں مجرموں کے ساتھ جس طرح سلوک ہوتا ہے وہی ہوگا اور سب کے ساتھ ایک ہے کسی ایک کے ساتھ نہیں۔

یہاں تین کلاسیں ہیں بہت ہی امیر یا سرکاری بندہ ہو تو وہ جیل جاتا ہی نہیں کسی بنگلے میں اُسے رکھ کے اُسے جیل قرار دے دیا جاتا ہے اور اُسے آرام سے پندرہ بیس نوکر بھی مل جاتے ہیں۔ اچھا کھانا ہے ریڈیو ٹی وی اخبارات اور اُس کے ساتھ دس پندرہ ملازم بھی ہوتے ہیں۔ وہ سارے اُس کے خادم ہوتے ہیں یہ اے کلاس۔ اُس کے بعد اگر کوئی جیل چلا گیا تو وہاں اے کلاس ہوگی وہاں بھی اُس کا بھی فسٹ کلاس فرنشڈ کمرہ ہوگا۔ ریڈیو ٹی وی کھانا الگ پکے گا۔ دوسرے قیدی اُس کے مشقتی اور خادم ہوں گے۔ پھر "بی" کلاس ہے اور پھر "سی" کلاس ہے عام آدمی کے لئے، مجرم کیا اے بی سی ہوتے۔ اول، دوم، سوم، درجے کے مجرم ہوتے ہیں مجرم تو مجرم ہے اگر کسی امیر بندے نے جرم کیا ہے تو اُسے اے کلاس دی جائے کسی سیاست دان نے جرم کیا ہے اُس کے لئے اُس کے گھر کو جیل قرار دیا جائے اور گھر میں بیٹھ کر مزے کرتا رہے یہ کونسی شرافت ہے؟ یہ غیر اسلامی ہے اور جہاں برابری کا سلوک ہو رہا ہے خواہ وہ کوئی ملک ہے وہ اسلام ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ابوظہبی میں ایک دوست نے مجھے کھانے پہ بلایا۔ اُس کا گھر باہر تھا۔ جیسے یہاں گلبرگ ہے اسی طرح وہاں بھی بڑے بڑے گھر باہر ہیں۔ بیٹھے بیٹھے گیارہ بارہ بج گئے واپس شہر کو جا رہے تھے۔ اب وہاں سرخ بتی کا

www.naqshbandiaowaisiah.com

مطلب رک جاؤ۔ دایاں بایاں کچھ بھی نہیں لیفٹ مڑ جاؤ، رائٹ مڑ جاؤ، سرخ بتی ہے رُک جاؤ۔ اب رات کے گیارہ بجے کا ٹائم اور سڑکیں خالی پڑی ہیں بالکل کوئی ٹریفک نہیں ہے۔ بتی سرخ ہو گئی ڈرائیور نے گاڑی روک لی اور مجھے خوشی بھی ہوئی اس لئے بتی سرخ ہوتی ہے کہ رک جاؤ ٹھیک ہے رکنا چاہئے۔ ہمیں رکے کوئی لمحہ ہی گزرا ہو گا کہ ہمارے ساتھ آ کر گاڑی رک گئی وہ سفید رنگ کی بڑی گاڑی تھی۔ اُس پر دو فلیگ لگے ہوئے تھے ایک آرمی چیف کا اور ایک کنگ کا چونکہ کنگ ہی آرمی چیف تھا۔ خود کنگ شیخ زید بن سلطان ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا تھا۔ ایک بندہ پچھلی سیٹ پہ بیٹھا۔ اُس کا گیسٹ ہو گا اور بندہ کار میں کوئی نہیں تھا۔ فلیگ دو لگے ہوئے ہیں رات کے بارہ بج رہے ہیں۔ سڑک ویران ہے۔ بتی سرخ ہے بادشاہ سلامت کھڑے ہیں کوئی پچاس گز پیچھے ایک جیپ تھی جس میں اُس کی گارڈ تھی۔ بتی سبز ہوئی ہم بھی چلے بادشاہ سلامت بھی چل پڑے۔ یہ اسلام ہے۔ یہی میں نے اسلام نافذ دیکھا۔

یہاں غریب بتی کراس کرے چالان ہو جاتا ہے۔ بڑے بندے نے گزرنا ہو تو سڑکیں خالی ہو جاتی ہیں کہ ساری ٹریفک ہٹا دو۔ بھئی یہ کیا کونسا طریقہ ہے۔ اس سے رذیل کے طور پہ غریب بتی سرخ بتی کو کراس کرتا اور اشارہ توڑنا فخر سمجھتا ہے کہ میں بھی گزر گیا شاید یہ بھی بڑائی کی بات ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی بڑے آدمی بن گئے ہیں کہ اس کے چلنے کے باوجود ہم گزر گئے۔

تو اسلام کیا ہے؟ کسی بھی کام کو کرنے کا صحیح طریقہ۔ ھدی للناس۔ اور یہ طریقہ ساری انسانیت کے لئے عام ہے۔

میں آج خبر پڑھ رہا تھا پہلے سرحد کی خبر پڑھی کہ وہاں شریعت بل آ گیا آج بلوچستان کی پڑھی کہ جی شریعت بل فائنل ہو گیا ہے اور وہ اُس پہ جلدی ہوا۔ بھئی یہاں تو پہلے بلوں سے کمر

> **جب بندہ روزگار کیلئے جائے تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اسے اس کی اہلیت اور قابلیت کے مطابق روزگار دیا جائے۔**

ٹوٹی پڑی ہے۔ پانی کا بل، بجلی کا بل، ٹیلی فون کا بل، فلاں بل، فلاں بل، ایک شریعت بل بھی اوپر لاد دو۔ کسی بل کی ضرورت کیا ہے؟ شریعت کے لئے کیا آپ بغیر بل کے عدالت میں انصاف فراہم نہیں کر سکتے۔ کیا عدالتیں انصاف فراہم کرنے کے لئے نہیں ہیں۔ کیا غریب کے بچے کو تعلیم کا حق نہیں ہے؟ آپ کا مروجہ نظام ہے اس میں کیا عام آدمی کے بچے کو تعلیم کا حق نہیں ہے تو آپ کیوں نہیں دیتے یہی تو اسلام ہے پھر اس کے لئے کسی نئے بل کی کیا ضرورت ہے؟

غریب آدمی اگر بیمار پڑتا ہے تو اُسے علاج معالجے کی سہولت کیوں نہیں ملتی؟ اس کے لئے کسی بل کی کیا ضرورت ہے؟ جو نظام آپ کے پاس ہے پہلے اس سسٹم کو پورا نافذ تو کریں اور پھر دیکھیں کہ یہ بندوں کا بنایا ہوا ہے۔ اس میں جہاں جہاں خرابی ہے بندوں کے بنائے ہوئے کی بجائے اللہ کریم کا دیا ہوا وہاں لاگو کیا جائے۔ یہ مغرب میں اور غیر ممالک میں ہمیں اسلام کیوں ملتا ہے اس کی ایک تاریخ ہے۔ ظہور اسلام جب ہوا تو دنیا میں دو بڑی طاقتیں تھیں قیصر کی حکومت بہت بڑی طاقت تھی اور کسریٰ کی سلطنت بہت بڑی طاقت تھی۔ قیصر و کسریٰ دو سُپر پاورز تھیں۔ یہ جسے ہم مغرب سمجھتے ہیں یہ جو مغرب ہے یہ ایک ویرانہ تھا اور ان لوگوں کو The wiled wiled west لکھا جاتا ہے۔ یعنی وحشی وحشی مغرب کے لوگ۔ اہل یورپ پہاڑوں میں غاریں بنا کر رہتے تھے اور امریکہ میں درندگی کی انتہا تھی۔ طاقتور کمزور کو شکار کر کے کھاتے تھے۔ اسلام کی نمو عجیب ہے اللہ کے ایک بندے ﷺ نے ایک ایسی دلفریب آواز دی کہ فرمایا آؤ اپنی ساری پریشانیاں میرے پاس لے آؤ۔ ساری دنیا کے لوگو! آؤ گناہگاروں، بدکاروں، ظالموں اور مظلوموں سب آؤ سارے دکھ لے آؤ سارے جہان کی نعمتیں دو جہانوں کی خوشیاں لے جاؤ۔ بڑی عجیب آواز۔ قولو لا الہ الا اللہ تفلحوا لوگو! آؤ دین قبول کر لو اور سلامتی لے

www.naqshbandiaowaisiah.com

جاؤ۔ ساری مصیبتیں چھوڑ جاؤ ہر شعبہ زندگی میں سلامتی لے جاؤ۔ تسلموا۔ انسان تو اُس کے پیاسے تھے انسانوں کو تو جائے پناہ نہیں مل رہی تھی۔ انسان اس پہ ٹوٹ پڑے اور اسلام چند خانہ بندوشوں سے شروع ہو کر روئے زمین پر ربع صدی میں چھا گیا۔ اہل مغرب نے آپ ﷺ کی نبوت کو تو قبول نہیں کیا لیکن اس کمال کو انہیں قبول کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں ہوئی کہ جسطرح کی اصلاحات اور جو نظام آپ ﷺ نے دیا اُس نے خانہ بدوشوں کو دنیا کا حکمران بنا دیا۔ اہل مغرب یا مستشرق جنہیں دین نصیب نہیں ہوا اُن کی تحقیق بھی یہ کہتی ہے کہ ہم نبی تو نہیں مانتے لیکن اس شخص ﷺ نے جو نظام دیا ہے اس نے خانہ بدوشوں کو روئے زمین کا سلطان بنا دیا۔ انہوں نے اُس نظام کی خوشہ چینی کی۔ بغداد میں جب گلیاں پختہ اور سڑکیں پختہ تھیں تو اُس وقت پیرس میں گھٹنوں گھٹنوں کیچڑ ہوا کرتا تھا یہ تاریخ ہے ہسٹری تو کسی کو معاف نہیں کرتی۔ سب چیز سامنے ہوتی ہیں۔ یہ تو مردے نکال کر پھینک دیتے اور اُن کا جو لکڑی کا تابوت ہوتا تھا اس میں اپنا سامان رکھ کر رسہ ڈال کے کندھے پہ رکھ کے کیچڑ پہ گھسیٹتے ہوئے چل دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس نظام مصطفوی ﷺ سے اُن چیزوں کو تلاش کیا کہ اللہ کے اس رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ اندر سے گندم گیلی ہے بتا کر دینا۔ اس کا مطلب ہے کوالٹی کنٹرول ہونا چاہئے اور خریدنے والے کو پتہ ہو کہ میں جو قیمت دے رہا ہوں اُس کے بدلے مجھے کیا مل رہا ہے؟ کوئی کسی کی مال جان آبرو کی طرف ٹیڑھی نظر سے نہ دیکھے اس کا تحفظ ہونا چاہئے۔ محروم اور نادار لوگوں کا مالدار لوگوں کے مال پر حق ہے۔ انہیں زکوٰۃ دینی چاہئے۔ انہیں صدقات دینے چاہئیں۔ انہیں غریبوں کو بھی لقمہ پہنچانا چاہیے۔ اُن کے علاج معالجے کا حق ہے یہ چیزیں انہوں نے اسلام سے اخذ کیں اُن کو اپنایا آج وہ نفاذ اسلام کی وجہ سے آقا ہیں اور ہم اسلام کو چھوڑ کر غلام ہیں۔ نفاذ اسلام کے لئے نہ کسی بل کی ضرورت ہے نہ اسلام زندگی سے ہٹ کر ہے مغرب اور امریکہ جو اسلام سے خوف زدہ ہے اُسے یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارے ہاں اسلام کم ہے بلکہ امریکہ' برطانیہ اور مغرب میں ہم سے کم ازکم زیادہ اسلامی اصول نافذ ہیں۔ ہم جب کہتے ہیں کہ اسلام نافذ کیا جائے تو مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہی برحق اصول جو اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ نے بتائے کاروبار میں' تجارت میں' لین دین میں' معاملات میں' دوستی میں' رشتے میں' تعلق میں' وہی سارے اصول عملی زندگی میں اپنائے جائیں۔ یہ کوئی اور الگ ڈھانچہ' کوئی پنجرہ' کوئی وزن یا بلا نہیں ہے کہ لوگوں پہ ٹھونس دی جائے اور نہ اس میں اسمبلی کی کسی بحث کی اور نہ کسی بل کی اور نہ کسی تحریک کی اور نہ کسی جلوس کی ضرورت ہے۔ وقت ہو گیا اللہ کریم ہماری خطا میں معاف فرمائے اور ہمیں اسلام کی صحیح سمجھ اور اُس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اگر اُسے عدلیہ سے سابقہ پڑتا ہے تو بغیر یہ جانے کہ اس کے پاس پیسے کتنے ہیں؟ امیر ہے یا غریب' پڑھا لکھا ہے یا انپڑھ' اسے کوئی جانتا ہے یا نہیں یہ جانے بغیر ملک کا ایک شہری سمجھ کر اُسے اُس کا پورا انصاف دیا جائے یہ اسلام ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایجنسیاں کیا کر رہی ہیں؟

ہر بندے کا شناختی کارڈ بنا ہوا ہے۔ اس پر پورا بائیو ڈیٹا ہے۔ایک ایک بندہ تو انگلیوں پر گنا ہوا ہے۔ یہ نامعلوم لوگ کون ہیں؟ جو روز قتل وغارت کر کے چھپ جاتے ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں غیر ملکی ایجنسیوں نے کرا دیا تو ہماری ایجنسیاں کیا کر رہی ہیں؟ ہماری ایجنسیاں بھی تو آخر اُنہی چیزوں کو روکنے کے لئے ہیں آخر وہ کہاں ہیں؟ وہ کیا کر رہی ہیں؟ اب اگر اسلام آباد کا یہ عالم ہے تو پھر باقی ملک کا کیا ہوگا؟

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ،ضلع چکوال 10-10-03

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ان الذین اتخذو العجل سینا لھم غضب من ربھم وذلتہ فی الحیٰوۃ الدنیا ط وکذلک نجزی المفترین o والذین عملوا السیات ثمّ تابوا من بعد ھا وامنوآ اِن ربک من بعد ھا لغفور رحیم" o

سورۃ الاعراف نویں پارے میں حضرت موسیٰ علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ خیر ہو رہا ہے۔ جب انہیں کلی طور پر معتکف ہونے کا حکم ہوا تا کہ تورات عطا کی جائے تو اُن کے بعد سامری نے جو اُن کی قوم کے ساتھ تھا ایک سونے کا بچھڑا بنا کر قوم کو اُس کی پوجا پہ لگا دیا ایک الگ موضوع ہے۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب واپس آئے تو بہت ناراض ہوئے۔ اور اللہ کریم سے معافی کے طلبگار ہوئے۔قوم کو منع کیا۔وہ بھی توبہ پہ آمادہ ہوئی۔ وہ ایک الگ قصہ ہے لیکن یہاں ایک اصول ارشاد فرمایا گیا اُصول یہ ہے۔

انّ الذین اتخذوا العجل۔ جولوگ اس طرح کے بتوں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور اُن کی اطاعت پہ لگ جاتے ہیں سینا لھم غضب من ربھم وذلتہ۔ انہیں اللہ کے غضب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ذلت اُن کا مقدر ہو جائے گی۔

فی الحیٰوۃ الدُنیا o دنیا کی زندگی میں اُن کا یہی انجام ہوتا ہے' یہی انہیں اجر ملتا ہے۔ یہی سزا دی جاتی ہے اقوام عالم کو دیکھیں الحمدللہ مسلمانوں میں تو ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ کی عظمت پہ یقین بھی ہے اور جن کا سارا اعتماد بھی ربِ جلیل پر ہے' وہ اللہ کی اور اُس کے نبی ﷺ کی غلامی کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں اور

> **غیر اسلامی معاشرہ اجتماعی طور پر خود اپنے افراد کی نظر میں بھی رسوا ہے اور یہ بہت بڑی ذلت ہے کہ مسلم امہ کافروں کے زیر نگیں ہو کر زندگی بسر کرے۔**

ایک اصول ارشاد فرمایا کہ جو قوم بھی اللہ کریم کو چھوڑ کر اُس کے علاوہ کسی اور کو اپنا معبود' پناہ دینے والا' اپنا حاجت روا' یا اپنی ضروریات پوری کرنے والا خیال کرے گی یا اُس میں الجھ جائے گی تو اُس پر اللہ کا غضب اس طرح نازل ہوگا کہ دنیوی زندگی میں اس پر ذلت مسلط کر دی جائے گی۔ وکذلک نجزی المفترین o اور جو اللہ پر افترٰی جھوٹ باندھتے ہیں کہ یہ دین ہے۔حالانکہ وہ دین نہیں ہوتا۔

پورے خلوص سے اُس میں لگے ہیں لیکن اکثریت مسلمانوں میں بھی اب موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح بچھڑے کی پوجا پہ لگ گئی ہے۔ رسومات اور رواجات میں الجھ کر رہ گئی۔حقائق آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔اللہ پر بھروسہ نہیں رہا۔جس کا نتیجہ دنیوی زندگی میں غضب الٰہی کا شکار ہونا اور ذلت ورسوائی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں پہ اگر ذلت ہے تو یہ مسلمان ہی نہیں کافر ہیں میرے

www.naqshbandiaowaisiah.com

خیال میں جو لوگ آج کے حالات سے واقف ہیں، وہ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ عالم کفر میں عزت نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ ذلت تو وہاں ہوتی ہے جہاں پہلے کوئی عزت واحترام ہو۔ دنیا میں سب سے بڑی طاقت اگر اس وقت دنیوی طاقتوں کے اعتبار سے امریکہ کو شمار کیا جاتا ہے تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ امریکہ میں کوئی معزز شخص بھی ہے، کسی کی عزت ہے نہ باپ باپ ہے نہ بیٹا بیٹا ہے، نہ بھائی بھائی ہے، نہ بہن ہے، نہ کوئی کسی کی بیٹی نہ کسی کا احترام ہے، نہ لحاظ ہے، نہ اخلاق ہے، جو لوگ لباس تک پہننا ترک کر چکے ہیں وہاں عزت وذلت کا اور اس سے اندازہ کیا ہوگا؟ جو زندگی کی انتہائی ترقی کو اُس طرف لے گئے ہیں جس طرح جانور رہتے ہیں۔ جہاں کھانے پینے میں، پاکیزگی، ناپاکی کا کوئی خیال نہیں ہے۔ جہاں تعلقات میں کوئی تقدس نہیں ہے، جہاں کسی کے لئے کوئی احترام نہیں ہے، جہاں اخلاقیات کا کوئی معیار ہی نہیں ہے، تو الگ الگ طرح کی ذلتیں مسلط کر دی جاتی ہیں۔ غیر اسلامی معاشرہ جو ہے وہ اجتماعی طور پر خود اپنے افراد کی نظر میں بھی رسوا ہے۔ مسلمانوں پر اور طرح کا غضب اور ذلت آتی ہے اور یہ بہت بڑی ذلت ہے کہ مسلم امہ کافروں کے زیرِ نگیں ہو کر زندگی گزارے۔ یہ ایک الگ طرح کی ذلت ہے۔

اور غضب الٰہی کی صورت دیکھیں کہ نبی کریم ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ قیامت کب ہوگی؟ تو فرمایا کہ جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہے گا۔ اور فرمایا کہ ایک ایسی ہوا چلے گی کہ جس میں جتنا زیادہ ایمان ہوگا وہ پہلے اٹھ جائے گا۔ حتیٰ کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ بھی دنیا سے اٹھ جائے گا اور پیچھے صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے دل ایمان سے خالی ہوں گے اور اُن پر قیامت ہوگی۔ اب غضب الٰہی ایسا کہ اچھے لوگ، نیک لوگ، اہل علم اہل ورع تقویٰ اٹھتے چلے جائیں پھر پیچھے تباہی آ جائے۔ اُس کی صورت اب اپنے ہاں

> **اس بندے نے جب سے ہوش سنبھالا داعی اجل کو لبیک کہنے تک دین کے لئے سرگرداں رہا کوشاں رہا اور عام سطح سے اٹھ کر قومی اسمبلی تک اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام پہنچایا**

دیکھیے۔ کہ اہل علم، نیک اور اچھے لوگ روزانہ قتل کئے جا رہے ہیں۔ اور اگر قیادت ہی کو قتل کر دیا جائے تو پیچھے چلنے والے متبعین کا شیرازہ تو بکھر جاتا ہے۔ ایک ایک فرد جو قیادت کرتا ہے وہ لاکھوں دلوں کی دھڑکن ہوتا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ برسوں بیت گئے کب سے ہم ستر کے بعد سے تو خصوصاً اہل علم اور علماء کے قتل کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ کبھی کوئی قاتل نہ گرفتار ہوتا ہے، نہ سزا پاتا ہے۔ قاتل دندناتے پھرتے ہوتے ہیں۔ ملک میں اتنی ایجنسیاں ہیں، اتنی فوج ہے اتنی پولیس ہے اتنی قوت ہے، قانون ہے، عدالتیں ہیں، یہ سارے آخر کس کے لئے ہیں؟ اور کسی عالم کا قتل فرد کا قتل نہیں ہوتا بلکہ اُس پوری جماعت کو تباہ کرنا ہوتا ہے۔ جس کو وہ راستہ دکھا رہا ہے، رہنمائی کر رہا ہے۔

ہمارا عالم یہ ہے کہ مولانا اعظم طارق شہید ہو گئے۔ بہت بڑا ظلم، بہت بڑی زیادتی اور اُس پر بجائے اس کے کہ ہم یہ سمجھیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ ہم نے اُس کو سبب بنا کر دوسرے بے گناہ لوگوں کو مارنا شروع کر دیا۔ اب جن کی گاڑیاں ٹوٹ گئیں، اُن کا اُس میں کیا قصور تھا؟ جن کی دکانیں لٹ گئیں اُن کا اُس میں کیا قصور تھا؟ یعنی یہ ایک الگ عذاب الٰہی کی صورت ہے۔

مولانا کی شہادت تو الگ اللہ کریم اُن کی قربانی قبول فرمائے آمین۔ اُس شخص نے جب سے ہوش سنبھالا داعی اجل کو لبیک کہنے تک دین کے لئے سرگرداں رہا، کوشاں رہا اور عام سطح سے اٹھ کر قومی اسمبلی تک اُس نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام پہنچایا اور حتی المقدور کوشش کی۔ اللہ اُن کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے آمین۔ اُن کی شہادت پر ہمیں سوچنا تو یہ چاہئے تھا کہ ہمارے کس جرم کے بدلے اللہ نے ایسا بندہ ہم سے چھین لیا۔ جن لوگوں کو اُن سے عقیدت تھی، جو لوگ اُن کے متبعین تھے، سوچنا تو انہیں یہ تھا کہ اتنا قیمتی بندہ اگر ہم سے چھن گیا۔ یہ تو ہم پر غضب الٰہی ہے ہم سے کیا قصور ہوا؟ ہر بندہ اپنے آپ کو تو پارسا سمجھتا ہے اور پھر ردِعمل کے طور پر اب جو سینما جلا پتہ نہیں کس غریب کا

تھا۔ وہ شخص پہلے سے کتنا مقروض ہوگا؟ پہلے اُس کی کیا حالت ہوگی؟ جو غریب چوکیدار اُس میں جل کر مر گئے اُن کا کیا قصور تھا؟ اب اُن کے قتل کا کون ذمہ دار ہے؟ ایک شخص پتہ نہیں بیوی کا زیور بیچ کے' بینک کے پاس اپنا گھر رہن رکھ کے' زمین گروی رکھ کے ایک دکان بناتا ہے آپ نے چار ڈنڈے اٹھائے اُس کی ساری دکان توڑ دی ۔ اب یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اس کی ضرورت کیا تھی؟ یہی ہمارا کردار غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔ جب ہم اپنے آپ کو فرشتہ اپنے آپ کو حرف آخر' اور فیصلہ کرنے والا سمجھ لیتے ہیں اور دوسری مخلوق کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مارنا شروع کر دیتے ہیں یہ عذاب الٰہی ہوتا ہے کہ اہل علم' نیک لوگ اور پھر علماء میں بہت کم ایسے لوگ ہیں جو دنیوی اعتبار سے بھی قیادت کریں اور دینی اعتبار سے بھی قیادت کریں۔

ہماری ایک بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہاں بہت اچھے' نیک' بہت بڑے عالم' بہت بڑے فاضل' متقی اور نیک لوگ ہیں۔ عالم ہیں لیکن وہ دنیوی امور میں ہماری قیادت نہیں فرماتے' اُن کی اُس طرف نہ توجہ ہے نہ مطالعہ ہے' نہ اُس میں وہ خود کو لاتے ہیں۔ اہل علم میں ایسے علماء بہت تھوڑے ہیں جو دنیوی امور میں بھی قوم کی قیادت کرتے ہیں۔ یہ تو بڑے قیمتی لوگ تھے اور ہمیں چاہیے تھا کہ ان کا تحفظ کرتے۔ قرآن کریم نے ایک اصول ارشاد فرمایا۔

کہ کافروں کے باطل خداؤں کو بھلا' برا نہ کہو۔ قرآن کریم نے حکم دیا اور قرآن میں موجود ہے کہ کافر جن باطل خداؤں کو پوجتے ہیں' جن بتوں کو پوجتے ہیں' جسے وہ اپنے زعم میں خدا سمجھتے ہیں' اُسے برا بھلا نہ کہو' آگے وجہ بتائی اس لئے کہ تم اُن کے جھوٹے خدا کو بُرا بھلا کہو گے تو وہ تمہارے سچے خدا کی شان میں گستاخی کرے گا اُن کے نزدیک تو نعوذ باللہ تمہارا خدا جھوٹا ہے جو سچا ہے اور جس جھوٹے کو وہ مانے بیٹھے ہیں اُن کے نزدیک وہ سچا ہے۔ جب آپ اُسے گالی دیں گے تو وہ آپ کے پروردگار کو گالی دے گا۔

جو کسی باطل گروہ کے سربراہ کو گالی دے گا جواب میں اُس باطل کا پیروکار مجھے گالی دے گا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے گالی نہ دو۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایسا بدبخت کون ہوگا؟ جو آپ ﷺ کو گالی دے گا۔ فرمایا جو کسی دوسرے باطل گروہ کے سربراہ کو گالی دے گا جواب میں اُس باطل کا پیروکار مجھے گالی دے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس شخص نے اُسے نہیں مجھے گالی دی۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم خود اپنے علماء کے قاتل ہیں۔ ہمارا کردار ہے جب ہم قتل کرتے ہیں جواباً وہ قتل ہوجاتے ہیں۔ آپ ایک فہرست بنایئے کیسے کیسے نامور لوگ اس ظلم کی بھینٹ چڑھے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک مرحوم ہمارے سلسلے کے ساتھی تھے۔ میں نے اتنا مرنجاں مرنج انسان کوئی نہیں دیکھا نہ اُن کا کسی فرقہ بازی سے کوئی تعلق تھا' نہ اُن کی کسی سے مخالفت تھی' ہمیشہ اصلاحی کام کرتے تھے اور بہت پائے کے عالم تھے۔

دنیوی اعتبار سے بھی ایم اے میں ٹاپ کیا تھا۔ اور دینی اعتبار سے بھی بہت اچھے فاضل تھے مدینہ منورہ کی العزیز یونیورسٹی میں پروفیسر رہے اور بہت اونچے اونچے اداروں میں فائز رہے پنجاب گورنمنٹ' سیکرٹریٹ میں ایک شعبے کے سیکرٹری رہے اور دنیوی اعتبار سے بھی کمپلیٹ تھے اور دینی اعتبار سے بھی اور مرنجاں مرنج شخصیت تھے وہ بھی گولی کی نذر ہو گئے اور قاتل نامعلوم رہے۔

ہم پر دوسرا اللہ کا عذاب ہے۔ ہر بندے کا شناختی کارڈ بنا ہوا ہے۔ اُس پر پورا بائیو ڈیٹا ہے۔ سارا گورنمنٹ کے پاس ہے۔ بندہ ملک سے باہر جاتا ہے تو اُس پہ مُہر لگتی ہے۔ پاسپورٹ بنتا ہے اُس پر باہر جانے کی مہر لگتی ہے۔ واپس آتا ہے پھر اُس پہ ملک میں داخلے کی مہر لگتی ہے۔ ایک ایک بندہ تو انگلیوں پر گنا ہوا ہے۔ یہ نامعلوم لوگ کون ہیں؟ جو روز قتل وغارت کر کے چھپ جاتے ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں غیر ملکی ایجنسیوں نے کرا دیا تو ہماری ایجنسیاں کیا کر رہی ہیں؟ ہماری ایجنسیاں بھی تو آخر اُنہی چیزوں کو روکنے کے لئے ہیں وہ کہاں ہیں؟ وہ کیا

www.naqshbandiaowaisiah.com

کررہی ہیں؟ اب اگر اسلام آباد کا یہ عالم ہے کہ مولانا اعظم طارق رحمتہ اللہ علیہ سڑک پہ قتل ہو جاتے ہیں ۔ بازار میں سُنار کی دکان میں سونا لوٹ کر ان کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ایک دن مولانا قتل ہوئے' دوسرے دن ڈاکہ پڑا دو سنار قتل ہو گئے سونا لوٹ لیا گیا تو اگر اسلام آباد کا یہ عالم ہے تو باقی ملک کا کیا ہوگا؟ یہاں تو کتنے ڈاکے ہوتے ہیں؟ اُن کی کوئی رپورٹ ہی نہیں لکھتا۔ کسی اخبار میں نہیں آتے' کسی سرکاری شمار میں نہیں آتے' کتنے ڈاکے روزانہ یہاں ہوتے ہیں۔ تو یہ سب کیا ہے؟ غضب من ربھم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا۔ اللہ کا غضب اور دنیوی زندگی میں رسوائی ہے۔ کسی کے پاس ایک لمحہ سکون کا نہیں بچا۔ جسے دیکھو اُسے عجیب عجیب بیماریاں لگی ہیں اور سب سے بڑی بیماری یہ اندر کی بے سکونی ہے۔ جو لاکھوں بیماریوں کو جنم دیتی ہے اس کا علاج بھی قران کریم فرماتا ہے۔

والذین عملوا السیات۔ جو لوگ بُرائی کرتے ہیں' بُرے کام کرتے ہیں' گناہ کرتے ہیں' ظلم کرتے ہیں۔

ثُم تابوا۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اپنے آپ کو بدل لیں' بُرائی چھوڑ دیں' ظلم کرنا چھوڑ دیں۔ ثم تابو من بعدھا۔ جو کر چکے ہیں وہ ہوگیا اب اُس کے بعد توبہ کیا ہے؟ بندے کا اللہ سے عہد ہے۔ یا اللہ جو ہو گیا وہ غلط ہو گیا بتقاضائے بشریت مجھ سے ہو گیا۔ میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ میری توبہ قبول فرما اور اُس پہ قائم رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ میں تیری اطاعت کروں گا۔ تیرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی اطاعت کروں گا۔ فرمایا ثم تابوا من بعدھا وامنوا۔ پھر مجھ پر ایمان بھی لائیں۔ یہ امنو بتاتا ہے کہ عملوا السیات جو ہے وہ ایمان کے منافی ہے اگر آدمی پوری زندگی بُرائی میں گزار دے تو اس کا مطلب ہے اُس میں ایمان نہیں ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ بُرائی چھوڑے تو ایمان لائے۔

جسے دیکھو اُسے عجیب عجیب بیماریاں لگی ہوئی ہیں اور سب سے بڑی بیماری یہ اندر کی بے سکونی ہے۔ جو لاکھوں بیماریوں کو جنم دیتی ہے

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جب آدمی بُرائی کرتا ہے تو اُس کا ایمان معلق ہوتا ہے اُس کے اندر ایمان نہیں ہوتا ایک وجود میں ایمان اور بُرائی دو بیک وقت جمع نہیں ہوسکتیں۔ کوئی بندہ ہمیں دیکھ رہا ہو تو ہم بُرائی نہیں کرتے' چوری نہیں کرتے' ہم بُرا کام نہیں کرتے' اگر ایمان ہو کہ میرا رب میرے پاس موجود ہے تو بُرائی ہو سکتی ہے۔ جب بندے کے سامنے نہیں ہو سکتی تو رب العلمین کے سامنے کیسے؟ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اُس وقت اُس کے اندر ایمان موجود نہیں ہوتا' یقین نہیں ہوتا' اللہ کا خیال اور گمان ہی نہیں ہوتا کہ اللہ بھی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرے۔ وامنو۔ ایمان لائے' اللہ کی عظمت کو مانے' محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت کو اور شان رسالت کو ماننے اور آپ ﷺ کا اتباع کرنے کا وعدہ کرے۔

ان ربک من بعدھا لغفور رحیم ٥ تو تیرا پروردگار اے مخاطب اس سب کے بعد بھی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ کسی کے گناہ بخشش الٰہی سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے۔ کوئی گناہ رحمت الٰہی کو عاجز نہیں کر سکتا۔ ہم ایسا کوئی گناہ نہیں کر سکتے جسے وہ کریم معاف نہ کر سکتا ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم توبہ کریں ہم واپس آئیں تو سہی۔ اور قرآن حکیم نے بہت سخت الفاظ یہاں استعمال فرمائے۔

ثم تابوا من بعدھا وامنوا۔ یہ بہت سخت بات ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ مسلمان ہی تھا گناہگار تھا' گناہ کرتا رہا' اب اُس نے توبہ کرلی ٹھیک ہے فرمایا نہیں ایمان نہیں تھا۔ اس لئے بُرائی کرتا رہا۔ یقین میں کمی تھی' حضور حق ذہن میں نہیں تھا۔ قدرت الٰہی ذہن میں نہیں تھی۔ عظمت الٰہی فراموش کر چکا تھا۔ اب اگر خلوص سے توبہ کر رہا ہے۔ تو پھر اپنے ایمان کو بھی از سر نو تازہ کرے۔ اللہ کو مانے اور اللہ کی حضوری کو مانے اور یہ مانے کہ جہاں میں ہوں میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ وھو معکم این ما کنتم۔ تم جہاں ہو جس حال میں ہو رب العلمین تمہارے پاس موجود ہے۔ تمہارے ساتھ ہے۔

تو اس آیت کریمہ کو دیکھیں اور ہم اپنی

www.naqshbandiaowaisiah.com

زندگی کو دیکھیں اور ہم اپنی جمع تفریق کر کے دیکھیں دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں کو کہ ان چوبیس گھنٹوں میں کتنی دیر ہمیں اللہ کا خیال رہا۔ کتنی دیر ہم نے اللہ کو یاد کیا۔ کتنی دیر یہ بات ہمارے ذہن میں اور دل میں تازہ رہی کہ میرا رب میرے ساتھ موجود ہے۔ کتنی دیر غفلت کی نذر ہوئی تو اندازہ ہو جائے گا کہ گناہوں کا سبب کیا ہے؟ شاید ہم تو ایسے بدنصیب ہیں کہ ہمیں حضورِ حق کا احساس نمازوں میں بھی نہیں ہوتا۔ نماز بھی ایک عادت کے طور پر وضو کیا' کھڑے ہو گئے' الفاظ زبان سے نکل گئے۔ انجام کار یہ یاد بھی نہیں ہوتا کہ تین رکعت پڑھی ہیں کہ چار پڑھی ہیں۔ حضورِ حق کی بات تو دور ہے خود نماز کا بھی اتنا خیال نہیں ہوتا کہ کم از کم رکعتیں تو یاد رکھیں۔ تو اگر عین عبادت کے وقت بھی ہمیں حضورِ حق نصیب نہیں ہوتا' اللہ کی طرف ہمارا دھیان نہیں جاتا' خیال نہیں جاتا' تو پھر اور کون سے کام میں ہمیں اللہ یاد رہتا ہوگا۔ یہی بھولنا یاد نہ کرنا' اپنے دل سے' اپنی یادوں سے' عظمت الٰہی کو نکال دینا یہی تو وہ ظلم ہے جس کے لئے حکم دیا جا رہا ہے کہ توبہ کر اور پھر ایمان بھی **لا ثم تابوا من بعدھا وامنوا**۔ اپنے ایمان کو از سرِ نو تازہ کر' عظمت الٰہی پہ یقین کر' اللہ پہ اعتماد کر' پھر بے شک تیرا رب بخشنے والا بھی ہے۔ رحم کرنے والا بھی ہے۔ غفور گناہوں کی بخشش کا جواب ہے۔ رحیم یہ ہے کہ تو گناہ کرتا رہا اور وہ تجھے نیکیوں کی طرح لا دکر اجر دیتا ہے۔ اُس کی غفران سے تو گناہ معاف ہو گئے۔ وہ صرف گناہ معاف نہیں کرے گا وہ صرف غفور نہیں ہے غفور بھی ہے' رحیم بھی ہے' گناہ معاف فرمائے گا اور اتنا عطا کرے گا کہ تو ساری زندگی نیکیوں سے اتنا نہ کما لیتا جتنا ایک توبہ سے تو حاصل کر لے گا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' آرام فرما رہے تھے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جلیل القدر صحابی تھے صحابہ کا ایک اپنا مقام و مرتبہ ہے اور اُن صحابہ میں تھے جنہیں نبی کریم ﷺ

جب آدمی بُرائی کرتا ہے اُس کے اندر ایمان نہیں ہوتا کیونکہ ایک وجود میں ایمان اور بُرائی بیک وقت جمع نہیں ہو سکتی

نے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ اللہ نے سب صحابہ کو جنتی ہونے کی بشارت دی پھر اُن میں سے وہ بھی خاص ہیں اور اس پر حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تقریر کی تھی تو اس پر مناظرہ رکھا گیا تھا مخالفین نے کہا یہ ثابت کرو لیکن پھر اُس مناظرے کی تاریخ پہ وہ آئے نہیں تھے۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت میں موجود ہے آپ ﷺ اونٹ پر سوار تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' پیچھے تھے بھارے وجود کے تھے اس طرح وجود سمیٹ کے بیٹھے تھے کہ حضور ﷺ کو تکلیف نہ ہو تو آپ ﷺ نے پیچھے بازو کر کے کھینچ کر اپنے ساتھ لگا لیا۔ اور فرمایا میرے ساتھ جسم لگا کر بیٹھو جو بدن میرے بدن سے مس ہو جائے گا اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔

تو دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا اور اُن کی آنکھ کھل گئی پوچھا کون ہے؟ اُس نے کہا حضور ابلیس ہوں تو فرمانے لگے کہ بدمعاش تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ آپ کی نماز قضا ہو جائے گی۔ میں نے کہا امیر المومنین کی نماز قضا ہو جائے گی۔ اٹھیے جماعت کھو جائے گی۔ جلدی اٹھیں انہوں نے فرمایا تو کب سے مبلغ بن گیا؟ بدمعاشی کرتا ہے؟ تو کب سے نیک ہو گیا اُس نے کہا جی میں نیک نہیں ہوں ایک دفعہ پہلے اس طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھکے ہوئے تھے۔ دیر سے آرام فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کی نماز رہ گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' اتنے روئے کہ مجھے بڑا دکھ ہوا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ آپ نماز پڑھ لیتے آپ کا تو ایک ایک آنسو رحمت حق کو دعوت دے رہا ہے۔ تو آج پھر میں نے کہا کہ قضا ہو گئی تو یہ شخص پھر بیٹھ جائے گا اور بے پناہ اُجر لے گا۔ اس لئے میں نے کہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کو جگا دوں تا کہ آپ اپنی نماز ہی پڑھ لیں۔

ہم کہتے ہیں ہمیں شیطان نیکی سے روکتا ہے۔ ہمیں اس لئے روکتا ہے کہ ہمارے پاس وہ نیکی کا احساس ہی نہیں ہے کہ نیکی کر سکیں اور ہمیں دکھ بھی نہیں ہوتا اور وہی درد دل' وہی دکھ' یہاں مطلوب ہے۔ اسی کا نام توبہ ہے کہ گناہوں سے باز آ جائے عظمت الٰہی کو قبول کر لے تو اللہ کی

بخشش اُس کے گناہوں سے زیادہ ہے وہ بخش بھی سکتا ہے' رحم بھی کر سکتا ہے۔ رحیم ہے جب بخشے گا تو پھر اپنی جانب سے اتنا دے گا کہ اُس کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اُس کی عطا کو ہمارے بندے' ہمارے الفاظ اور ہماری گنتی اور شمار اپنے اندر نہیں سمو سکتا۔ اُس کی عطا اُس کی عطا ہے اُس کی شان کے مطابق ہے۔ جب وہ دیتا ہے تو اپنی شان کے مطابق دیتا ہے۔

ایک ولی اللہ بہت دولت مند تھے' امیر بھی تھے اور صاحب سلسلہ شیخ بھی تھے۔ ایک خاتون اُن کے پاس گئی۔ ایک پیالہ اُن کے ہاتھ میں تھا اور اُس نے عرض کی کہ مجھے حضرت ایک پیالہ شہد دلوا دیجیے۔ میرا بچہ بیمار ہے اور مجھ میں خریدنے کی سکت نہیں ہے۔ طبیب نے کہا اسے شہد کھلاؤ۔ آپ کے توشہ خانہ میں ہوگا تو آپ مجھے اللہ کے نام پر ایک پیالہ شہد کا دلوا دیجیے۔ وہ توشہ خانہ میں شہد رکھتے تھے بکرے کی کھال کی مشکیزوں میں۔ یہ جو چھوٹے بکرے ہوتے ہیں دو چار' چھ ماہ کے یہ جو ذبح ہوتے تھے اُن کے چھوٹے چھوٹے مشکیزے بنے ہوتے تھے۔ بیس پچیس کلو یا اس سے زیادہ اس میں آجاتا تھا۔ تو وہ اُس زمانے میں مشکیزے رکھے جاتے تھے تو انہوں نے خازن کو فرمایا اندر سے ایک مشکیزہ شہد کا لے آؤ۔ وہ شہد کا مشکیزہ لے آیا۔ آپ نے فرمایا اس بی بی کو دے دو۔ بی بی دعائیں دیتی چلی گئی۔ اُسے تو ایک مشکیزہ مل گیا جو ایک پیالہ مانگنے آئی تھی۔ تو کسی نے عرض کی کہ حضرت اُس کی ضرورت ہی ایک پیالہ تھی وہ ایک پیالہ مانگ رہی تھی۔ آپ نے اُس پر ایک مشکیزہ لا دیا۔ فرمایا وہ غریب ہے اُس کے لئے ایک پیالہ شہد بھی اتنا قیمتی ہے کہ وہ ڈرڈر کے مانگ رہی تھی۔ اور شہر میں میرے پاس آئی اور کسی کے پاس نہیں گئی کہ کوئی نہیں دے سکے گا لیکن میں نے تو اپنی طرف دیکھا میرے توشہ خانے میں تو بیسیوں مشکیزے لٹک رہے ہیں تو مجھے اللہ سے حیا آئی کہ اُسے تو میں نے اپنے حوصلہ سے دیا اُس کا حوصلہ اتنا تھا اُس نے ایک پیالہ مانگا میرے پاس تو بیسیوں مشکیزے لٹک رہے ہیں اُس نے اپنی جرات کا سوال کیا۔ میں نے اپنی حیثیت سے دیا۔ اگر اُس کے بندوں کا یہ حال ہے تو جب وہ خود دیتا ہے تو کس حساب سے دیتا ہے۔

> **ہم تو ایسے بدنصیب ہیں کہ ہمیں حضور حق کا احساس نمازوں میں بھی نہیں ہوتا۔ ہم نماز بھی ایک عادت کے طور پر وضو کیا' کھڑے ہو گئے' الفاظ زبان سے نکل گئے۔**

اُس کے نیک اور صالح بندے جو ہیں جن کا حساب اس طرح سے ہے تو جب وہ عطا کرتا ہے تو فرمایا وہ غفور بھی ہے' رحیم بھی ہے' بخشتا بھی ہے' اور اُس پر مزید عطا بھی کرتا ہے۔ اب وہ عطا کیا ہے؟ وہ اُس کی شان کے مطابق ہے۔ وہ میں اور آپ شمار نہیں کر سکتے لیکن اس کے لئے ہمیں توبہ کرنی چاہئے۔ یہ ضرور ہے کہ حکومت وقت امن وامان کا اہتمام کرے' ایجنسیاں اہتمام کریں' عدالتیں انصاف کریں' لیکن یہ ساری باتیں ہمارے کردار سے منسوب ہیں اگر ہم اپنی اصلاح نہیں کریں گے تو شاید کسی جگہ بھی کوئی اصلاحی کام نہیں ہوگا اور ہمارے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔ بندوں کو کھونا بڑا آسان ہے لیکن اُس جگہ تک کا ایک بندہ بنانا بہت مشکل ہے۔ اور اب تو دور ایسا آ گیا ہے کہ اہل علم میں سے جو اٹھتا ہے وہ اپنی جگہ خالی کر جاتا ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ علماء کی جگہ اُن سے بہتر علماء قیادت میں پیچھے سے آ جاتے تھے۔ لیڈروں کی جگہ بہتر لیڈر آ جاتے۔ دنیوی اعتبار سے آپ دیکھ لیں کونسی قیادت آ رہی ہے؟ دینی اعتبار سے تو پھر مشکل ہو گیا اور یہ لوگ نایاب ہو گئے۔ تو میرے خیال میں ضرور احتجاج کیجئے لیکن اپنی حد میں رہ کر کیجئے۔ مطالبہ ضرور کیجئے حکومت سے کیجیے۔ بے گناہوں کی دکانیں جلانے سے' لوگوں پر بم پھینکنے سے' اور مزید قتل کرنے سے تو کچھ نہیں ہوگا۔ آپ اگر انتقاماً اس طرف سے دس بندے بھی مار دیں تو قتل کرنے سے فساد ہی بڑھے گا۔ عدل قائم نہیں ہوگا اور فساد غضب الٰہی کی ایک صورت ہے۔ ذلت ورسوائی کا سبب ہے۔ اللہ کریم مولانا کی قربانی قبول فرمائے اور انہی کے طفیل پسماندگان کو بھی ہمیں بھی ہدایت دے۔ ہماری توبہ بھی قبول فرمائے اور ہمیں سیدھے رستے پر چلنے کی توفیق بھی دے۔ جب ہم خود انصاف نہیں کرتے تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

دوسروں سے انصاف کی توقع کیوں رکھتے ہیں؟ اب یہ جلاؤ گھیراؤ اور پورے ملک میں جو ایک صورت حال ایسی بن گئی ہے کہ اب پتہ نہیں کس کی باری ہے؟ اور اب کسی کا گھر لُٹ جائے گا تو پتہ نہیں کونسی سڑک بند ہو جائے گی؟ کونسی گاڑی جلا دی جائے گی؟ یار ایک غریب آدمی ہے اور اُس کی گاڑی سڑک پہ کھڑی ہے۔ پتہ نہیں اُس نے کتنی قسطیں دینی ہیں۔ کتنا اُدھار لے کر اُس نے خریدی ہے۔ آپ نے ایک ماچس کی تیلی دکھائی اور اب اُس کا کیا انجام ہوگا؟ اُس کا خاندان کہاں جائے گا؟ اُس کے بچوں کا کیا بنے گا؟ یہ تو حصول انصاف کا طریقہ نہیں ہے اور مسلمان کی تو حدود ہیں۔ جیسے رمضان شریف کے لئے حکم ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ روزے میں کوئی تمہیں گالی دے تو اُسے آگے سے اتنا جواب میں کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں۔ یعنی سختی سے جواب نہ دو۔ اُسے بتا دو کہ تم جو کہتے ہو کہتے رہو۔ میں تو روزے سے ہوں۔ میں تو اپنی زبان کو آلودہ نہیں کر سکتا۔ اسلام کی حدود ہیں اُس سے باہر نہیں جا سکتا۔ **تلک حدود اللہ فلا تعتدُوھا**۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان کو عبور نہ کرو۔ آپ کو مجھے کسی کی جان لینے کا، کسی کا مال لوٹنے کا، کسی کی دکان توڑنے کا، کسی کی گاڑی جلانے کا کیا حق ہے؟ انصاف تو پھر یہ ہے کہ ہماری بھی وہی تحقیق و تفتیش ہو اور ہم بھی اپنی سزا پائیں۔ تو یہ گھیراؤ جلاؤ کی بات درست نہیں ہے۔ ہاں مطالبہ کریں ضرور کریں ہم بھی اُس میں آپ کے ہم نوا ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ انصاف کرے اور جب تک قصاص اور بدلہ لیا نہیں جائے گا تب تک امن قائم نہیں ہوگا۔

ولکم فی القصاص حیوٰۃ یاولی الالباب o ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے دانش مندو! قصاص میں تمہاری زندگی ہے مجرم کو اُس کے جرم کی سزا ملے گی تو آئندہ جرم ختم ہوگا۔ یہاں جرم اس لئے ہوتا ہے کہ ہر مجرم اس پہ خوش ہے کہ کس نے پوچھنا ہے؟ ہر مجرم کو اعتماد ہو کہ مجھے باقاعدہ سزا ملے گی تو بندے سوچ کر جرم کریں گے۔ لیکن اس منزل تک جانے کے لئے ہمیں بھی عدل کا راستہ اپنانا چاہئے عام آدمی کو بھی اور مسلمان کو بالخصوص عدل سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔

> **جب ہم خود انصاف نہیں کرتے تو دوسروں سے انصاف کی توقع کیوں رکھتے ہیں؟**

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک جنگ میں ایک یہودی کو گرا لیا۔ تلوار بازی ہو رہی تھی۔ تلوار ٹوٹ گئی۔ دست بدست لڑائی ہو گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اُسے گرا لیا اور پیٹی سے خنجر نکال کر اُس کے سینے میں گاڑنے کے لئے اٹھایا تو اُس نے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر تھوک دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور اب وہ پریشان ہو گیا اُس نے کہا کہ میں تو سمجھا تھا کہ یہ ایک کی جگہ دس بار خنجر گھونپے گا۔ اس نے مجھے چھوڑ کیوں دیا؟ اُس نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مجھے چھوڑ کیوں دیا؟ فرمایا جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو مجھے بہت غصہ آیا اور میں اگر تجھے مارتا تو یہ قتل میں اپنے لئے کرتا۔ میں اپنے لئے تجھے نہیں مارنا چاہتا۔ میں تو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا تھا۔ تو اللہ کی راہ روکنے والا تھا۔ میں اللہ کا حکم نافذ کرنے کے لئے جہاد کر رہا تھا۔ اُس میں میں اگر تجھے مار دیتا تو اللہ کی رضا کے لئے ہوتا اور جب تم نے مجھ پر تھوک دیا تو مجھے اپنی ذات کا غصہ آ گیا مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اپنی تسلی کے لئے کسی بندے کو قتل کر دوں خواہ وہ کافر ہی' کیوں ایسا کرو۔

تو اللہ کریم ہمیں توبہ کی توفیق دے ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہمیں اپنے عذاب اور ذلت و رسوائی سے نجات دے۔

دعائے صحت

پشاور سے ایک ساتھی کی دس سالہ بیٹی کو بلڈ کینسر ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

باتیں اُن کی خوشبو خوشبو

حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کا اپنے شاگرد مولوی محمد فضل حسین کے نام خط

از چکڑالہ

8-7-1965

بگرامی قدر جناب السلام علیکم! گرامی نامہ مدت مدید بعد مل کر کاشف حال ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ قبل ازیں اختر صاحب کا خط آیا تھا اس میں بتایا تھا کہ مولوی صاحب کاروبار میں زیادہ مشغول ہیں اس وجہ سے خط میں ان سے سستی ہوتی ہے۔

عزیزم! قصور کا کام تسلی بخش نہیں تو ترک کر دیں۔ مکتبہ علمیہ سے کتاب نسیم الریاض علامہ خفاجی بمعہ شرح ملا علی القاری شرح شفاء قاضی عیاض کی مطبع بیروت کی ہونی چاہئے نہ کہ مصری۔ مصر والے بڑی بے ایمانی سے کام لے رہے ہیں' کاغذ اخباری لگاتے ہیں' جو بہت خراب ہے کتاب آنے پر بندہ کو مطلع کریں اور اس وقت خریدیں۔ جب میری رقم جناب کو مل جائے۔ فی الحال دورہ چکوال کوئی نہیں۔ اگر رکھا تو عزیزم محمد اکرم کے ڈیرا پر رکھوں گا۔ اور جناب کو اولین وقت میں اطلاع دوں گا۔

محمد امین کے متعلق مولانا میں نے آٹھ دس ماہ سے یہ محسوس کر رکھا ہے۔ کہ ابلیس لعین ان پر پوری طاقت سے حملے کر رہا ہے' اور اس وقت سے امین صاحب کو متنبہ و مطلع بھی کر رہا ہے۔ ہر ساتھی سے بھی کہتا ہوں۔ کہ ان سے مل کر ان کو متنبہ کریں۔ مگر اس کا علاج کیا کیا جائے۔ کہ جس پر وہ ملعون قبضہ کرتا ہے' تو اس کے دل پر اول ایسا گمراہی کا پلستر کرتا ہے۔ کہ پھر اس میں حق بات جا سکتی ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ اہل کتاب کے حق میں بیان فرمایا وقالوا قلوبنا غلف کہتے تھے ہمارے دل تو پردوں میں ہیں۔ غلاف میں ہیں۔ ان میں آپ کی بات داخل نہیں ہو سکتی۔ تو خدا تعالیٰ نے جواب دیا۔ بل لعنھم اللہ بکفرھم کہ دل غلاف میں نہیں یہ بوجہ لعنت کفر کے سمجھ نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ برائی اور برا عمل اس عامل کی آنکھوں میں بہت خوبصورت کر کے پیش کرتا ہے' قال تعالی افمن زین له سوء عمله فراه حسنا کہا۔ جس کا برا عمل خوبصورت بنایا جائے پس وہ اس کو خوبصورت دیکھتا ہے۔ عزیزم! جب وہ میری طرف رجوع ہی نہیں کرتا۔ نہ ہی اپنے خیالات بتاتا ہے۔ جیسے اس کو اپنی اصلاح کی ضرورت ہی نہیں' تو اب ہم کیا کریں۔ ہاں ان کی یہی حالت رہی تو وہ خسارہ میں رہ جائے گا۔ آج رات مشائخ سے امین صاحب کے متعلق مشورہ ہوا تھا۔ مشائخؒ نے چند وصیتیں فرمائیں ہیں۔

اول یہ کہ صاحب مجاز کسی کو نہ بنائیں جو ہو چکا ہے سو ہو چکا ہے۔ آئندہ اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ دوم منازل جلدی کسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

طے نہ کرائیں۔ سوم منازل بالا ہزاروں میں سے کسی ایک کو کرائیں بعد مدت مدید کے' دیکھ بھال کے بعد' آپ جلدی کرتے ہیں۔ یہ ترک کر دیں۔ چہارم حضرت سلطان العارفینؒ شیخ سلسلہ کے سامنے امین صاحب کا واقعہ پیش ہوا میٹنگ میں' تو جواب دیا۔ یہ چیز آپ کی ہے نہ ہماری۔ آخری فیصلہ کہ امین صاحب کے منازل بالائی میں ترقی بند کی جائے۔ ان کو روک دیا جائے۔ بعض مشائخ نے فرمایا ان کو تنزل میں لایا جائے۔ ان منازل کے وہ قابل نہ تھے۔ مگر حضرت شاہ صاحبؒ نے آخری فیصلہ فرمایا کہ ابھی اصلاح کریں ان کی اور صبر کرو ان کو اپنے حال پر ترک کر کے۔ اگر ان کے دل میں اپنے شیخ کی کدورت پیدا ہوگئی۔ یا شیخ کے دل میں ناراضگی پیدا ہوگئی۔ تو پھر ویسے ہی قصہ ختم ہو جائے گا۔ مگر یہ باتیں میں نے آپ کے سامنے اس واسطے پیش کر دی ہیں۔ کہ آپ کو میں اپنا راز دار بلکہ مخلص خلیفہ جانتا ہوں۔

سابقہ خط میں اختر صاحب نے آم کا لکھا کہ اگر آپ فرمائیں تو بھیج دوں۔ میں نے جواب دیا کہ آپ نے فضل حسین خیال کر لیا۔ چند ساتھی ہیں جن سے چیز ضرورت ہو تو منگوا لیتا ہوں۔ جن میں مولوی محمد فضل حسین صاحب اور قاضی غلام علی صاحب' حافظ غلام جیلانی صاحب' مولانا سلیمان صاحب' اکرم صاحب ان کے بغیر اگر کوئی ساتھی بڑا یا غریب نہ ہو تو خود بخود بطور ہدیہ تحفہ کوئی چیز دیدے۔ تو لے لیتا ہوں کہ اس کی دل جوئی کے لئے۔ مگر خود کہوں کہ فلاں چیز ضرورت ہے۔ ہرگز نہ ہوگا۔ ویسے امین صاحب ملیں تو نصیحت کے طور پر نصیحت کرنا ان کی مجلس کے بعد۔ جو مشائخ نے فرمائی میں نے دل سے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ حتی الوسع رفقا کے پاس نہ جاؤں گا بلا اشد ضرورت۔ مجبور کریں تو پھر چلا جاؤں گا۔

دوم حتی الوسع حلقہ میں بھی نہ لوں گا' لوں گا تو اس کو منازل طے نہ کراؤ گا۔ خاص کر بالا منازل کا تو نام ختم کیا جائے گا۔ گویا ان کو کوئی جانتا ہی نہیں اور کسی رفیق مجاز کو اجازت نہ دوں گا کہ وہ منازل بالا طے کرائے۔ آپ بھی موتی اور ہیرے تلاش کریں ۔کئی امین آئیں گے کئی جائیں گے۔ ہمارا کوئی نقصان نہیں۔ نقصان مردود طریقت کا ہے۔ جو دربار رسول ﷺ و دربار باری وقرب سے مردود کر کے نکال دیا گیا ہے۔

میں نے طول اس واسطے دیا کہ ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے کہ **ان الا مانته نزلت فی جذر قلوب الرجال ثم علمو من القرآن و علموا من السنته** اول دلوں میں امانت خدا تعالی نے نازل فرمائی تھی بعد کو قرآن و سنت نازل کئے۔ بوجہ امانت کے دلوں نے قران و حدیث کو قبول کیا۔ آج وہ امانت دلوں سے اٹھ چکی ہے۔ **الا ماشاء اللہ** اس واسطے قبول تجلیات باری و وصال باری ان پر محال ہو چکا ہے۔ قرب قیامت ہے' لوگ سخت بے دین ہو چکے ہیں۔ میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے ان کی بے قدری پر۔ ان کو یہ نعمت گھر بیٹھے بغیر تکلیف کے ملی۔ تمام رفقاء کو بلا تکلیف ہاتھ آئی۔ ان کو کیا قدر ہوگی۔ اب جو آیا وہ دیکھے گا۔ مگر اس کے لئے بے دین رفقا سد راہ بنے' ان کی تکلیف کا سبب یہ بنے ان کی بے قدری نے نقصان دیا دوسروں کو۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایمان و یقین برکاتِ نبوی

ذکر قلبی اور برکات نبوی ﷺ کا دل میں آجانا اور زبان پر درود شریف کا جاری ہو جانا یہ دنیا کی مصیبتوں ‘ تکلیفوں‘ پریشانیوں کے سامنے ڈھال بن جاتا ہے۔ سہارا بن جاتا ہے۔ اور بندے کو مصائب سے نکال کر لے جاتا ہے اس قیمتی دولت کا تحفظ کرنا ہے اور یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے ایک ایسے بندے کی خدمت تک پہنچایا جس نے ہمیں قلبی ذکر کی روشنی سے آشنا کیا

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 5-9-2003

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کچھ ارض وسما میں ہے اُس سب کا پیدا کرنے والا، اُسے زندگی دینے والا‘ اسے بقا دینے والا‘ اُس کی زندگی کے اسباب پیدا کرنے والا‘ اللہ جل شانہ، واحد اور لاشریک ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی براہ راست اُس کا محتاج ہے۔ کائنات کا ایک نظام اُس نے ترتیب دے دیا۔ اسے عالم اسباب بنا دیا۔ ہر کام کے ظاہر ہونے کے لئے پیچھے کچھ اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔ لیکن اُن اسباب کے بنانے والا بھی وہی مسبب الاسباب ہے۔ ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔ ہمیں وہ نظر آئیں یا نہ آئیں لیکن ہوتا سب کچھ اُس کی قدرت کاملہ سے ہے۔ پھر اُس کے علاوہ اُس نے کسی کو جان دی وہ جان اُس کی اپنی تو ہے لیکن ایک حد تک جس حد تک اُس نے اُسے دے رکھی ہے۔ اگر کوئی خودکشی کرتا ہے تو کیوں کہتے ہیں کہ خودکشی کی موت حرام ہے اور اُس کا جنازہ نہ پڑھا جائے اُس نے تو آخر اپنی جان دی۔ کسی کا اُس کے ساتھ کیا تعلق؟ وہی رب العلمین ہے جس نے اُسے جان دی لیکن کلی طور پر اُس کے اختیار میں نہیں دے دی۔ مالک وہ ہے۔ اُس کی نعمت پر اس نے ناجائز تصرف کیا‘ اسے یہ اجازت نہیں دی تھی کہ اپنی جان کو قتل کر سکتا ہے۔ اس لئے جرم ہے۔ ہماری جان‘ ہمارا وجود‘ ہماری ذات‘ ہماری اپنی نہیں ہے ہمارے اختیارات کی ایک حد ہے ہمارے پاس اُس کی عطا اُس کی امانت ہے۔

ہماری جان‘ ہمارا وجود ‘ ہماری ذات‘ ہماری اپنی نہیں ہے ہمارے اختیارات کی ایک حد ہے ہمارے پاس اُس کی عطا اُس کی امانت ہے۔

دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اور ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اسباب کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ دوڑتے ہیں حصول رزق کے لئے‘ اپنا معاشرے میں ایک مقام بنانے کے لئے محنت کرتے ہیں اور یہ سب درست ہے کہ دنیا میں آدمی معزز و معتبر ہو کر رہے دنیا میں آدمی خوش حال ہو کر رہے اور اللہ کی نعمتوں سے استفادہ کرے۔ رزق حلال کھائے، اچھا کھائے، اچھا پہنے، آبرومندانہ طریقے سے رہے۔ اس سب کا اللہ کریم نے بندے کو حق دیا ہے لیکن جو حق رب جلیل نے دیا ہے اس کے حصول کی بھی حدود متعین ہیں اب کوئی چوری کر کے امیر ہونا چاہتا ہے تو یہ وہ نہیں مانے گا۔ یہ غلط راستہ ہے دوسرے کا مال لوٹ کر امیر ہونا چاہتا ہے۔ جوئے میں جیت کر امیر ہونا چاہتا ہے تو ان چیزوں سے اس نے منع فرمایا ہے۔ مزدوری

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرے' ملازمت کرے' تجارت کرے' حصول رزق کے جائز ذرائع جو ہیں استعمال کرے۔ تو رزق حلال کو حاصل کرنے کیلئے جو محنت کی جاتی ہے۔ وہ بھی فرض عین ہے حصول رزق میں حلال بھی فرض عین ہے۔ اور اس کا وہی ثواب ہے جو آپ رکوع وسجود کرتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں۔ تو کیا کرتے ہیں؟ مگر عبادت کرتے ہیں تو عبادت چونکہ ہم پہ فرض ہے فرض ادا کرتے ہیں۔ اس طرح حصول رزق حلال بھی فرض ہے اور ہم فرض ادا کرتے ہیں۔ اور اس کا بھی ثواب اسی طرح ہے جس طرح نماز اور روزے میں ہم کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے کسی ا، ب، ج کی رائے کو اُس میں ہم داخل نہیں کر سکتے جو طریقہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کا تعلیم فرمایا۔ اسی طریقہ پر نماز ہوگی۔ جو طریقہ وضو کا تعلیم فرمایا اس طرح وضو ہوگا۔ جو حدود قواعد وضوابط روزے کے متعین فرمائے اسی طرح روزہ ہوگا۔ اس کے خلاف نہیں ہوگا۔ جو قاعدے' طریقے' سنن' واجب' فرائض' حج کے ارشاد فرمائے اسی طرح حج ہوگا۔ انہی عبادتوں کی طرح دنیاوی امور کے بھی طریقے اور سلیقے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعین فرما دیئے ان طریقوں کے مطابق جو محنت ومجاہدہ ہوگا وہ عبادت ہوگی اور جہاں سے اس طریقے کو ہم چھوڑ دیں گے وہاں سے جرم شروع ہو جائے گا۔ کتنا اس کو ہم چھوڑتے ہیں اور کتنا اس سے ہم دور جاتے ہیں۔ جتنا دور کوئی جائے گا اتنا بڑا جرم ہوگا۔

اور آخر ایک بندہ جو اللہ کو مانتا ہے۔ ایک بندہ جو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کا قائل ہے۔ ایک بندہ جو اللہ کی کتاب پر ایمان رکھتا ہے وہ ان چیزوں سے دور جاتا کیوں ہے؟ اصل وجہ اصل بات جسے یقین وایمان کہتے ہیں

> **آخری لفظ جو ان کے لب مبارک سے نکلا وہ یہ تھا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔**

اسکی آزمائش یہیں آکر ہوتی ہے نماز ادا کرنا آسان کام ہے۔ اگرچہ آسان نہیں مشکل لگتا ہے لیکن پھر بھی آسان ہے اپنا ہاتھ منہ دھوتا ہے وضو کرنا اپنے وجود کولیکر اللہ کے حضور کھڑے ہو جانا ہے حج کرنا' روزہ رکھنا' آسان کام ہے جب باری حصول رزق کی آتی ہے۔ جب معاشرے میں زندہ رہنے کی باری آتی ہے تو تب ہمارا یہ یقین کہ ہر شے کا مالک اللہ ہے یہ کمزور پڑ جاتا ہے پھر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں کام اس طریقے سے کیا جائے تو زیادہ فائدہ ہوگا۔ فلاں بندے کی خوشامد اس طرح کروں کہ اللہ کی نافرمانی کر رہا ہوں لیکن اس کا حکم مانوں تو میں بچ جاؤں گا۔ جب بات یہاں پہنچتی ہے تو یہ جرم ہو جاتا ہے اس لئے فرمایا۔

صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر جم کر رہو یعنی یہ نہیں کہ آج کا دن عبادت کرلی بس چھٹی ہوگئی یہ نہیں ہر لحہ زندگی کا' ہر لحہ اس کی فرمانبرداری میں گزارو۔

اس کی عبادت پر جم کر رہو۔ یہی کیفیت یقین تھی جس نے صحابہ کو صحابی بنایا جو براہ راست نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب اطہر سے انہیں نصیب ہوئی وہ یقین کی یہی کیفیت تھی۔

غزوہ بدر میں مکہ کے چیدہ چیدہ لوگ قتل ہوئے' بڑا نقصان ہوا' اہل مکہ کے بڑے نامور لوگ قتل ہوئے' تو بعض کے رشتہ داروں اور پسماندگان نے کچھ قبائل کے ساتھ ساز باز کی کہ جن لوگوں کے ہاتھوں ہمارے بزرگ' ہمارے رشتہ دار' قتل ہوئے ہیں اگر تم ان کو اغوا کر کے ہمارے سپرد کر دو تو ہم بدلہ لیں گے اور انہیں قتل کریں گے۔ سازش تیار کی گئی ایک قبیلے کے چند لوگ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور بظاہر ایمان لانے کا ڈھونگ رچایا اور گزارش کی کہ ہمارا سارا قبیلہ مسلمان ہونا چاہتا ہے آپ کچھ لوگ جو زیادہ سمجھدار ہیں اور دوسروں کو سمجھانے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی استعداد رکھتے ہوں انہیں ہمارے ہمراہ بھیج دیجئے تاکہ ہم ان سے سیکھ سکیں اور سارا قبیلہ مسلمان ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے صحیح تعداد یاد نہیں آٹھ' دس، بارہ صحابہ کو' نامور صحابہ کو اُن کے ساتھ کر دیا ان میں وہ لوگ تھے جن کے ہاتھوں مشرکین مکہ کے سردار قتل ہوئے۔ اپنے قبیلے میں پہنچ کر انہوں نے دھوکہ کیا۔ قبیلے آگے مسلح تیار تھے ان کا خیال تھا کہ ان سب کو زندہ گرفتار کر لیں گے۔ اور اہل مکہ کے ہاتھ فروخت کریں گے لیکن وہ آٹھ یا دس جتنے بھی تھے انہوں نے گرفتار ہونے کی بجائے مقابلے کو اور جہاد کو ترجیح دی۔ وہ بہت زیادہ لوگ تھے یہ چند لوگ تھے مقابلہ ہوا شہید ہو گئے۔ لیکن وہ گرفتار نہ کر سکے۔ بلکہ ایک صحابی تو ایسے تھے جو اہل مکہ کو بہت زیادہ مطلوب تھے۔ انہوں نے شہید ہوتے وقت یہ دعا کی کہ بارالہا! میری نعش بھی اہل مکہ تک نہ پہنچنے دینا۔ یہ میری بے حرمتی کریں گے۔ چنانچہ جب وہ شہید ہو گئے تو بھڑوں کا کوئی غول آ کر ان کی نعش پر چھا گیا اور کسی کو نزدیک نہ جانے دیا۔ پھر اللہ کی قدرت سے زمین نے از خود ان کو سمو لیا۔ اور ان کی نعش بھی ان کے ہاتھ نہ لگ سکی۔ ایک دوسرے صحابی تھے جن کے سینے میں نیزہ لگا اور کمر سے نکل گیا۔ آخری لفظ جو ان کے لب مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔

فزت رب الکعبہ

رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

جس شخص نے نیزہ مارا تھا وہ حیران رہ گیا۔ چونکہ رب کعبہ کی عظمت کے قائل تو مشرکین عرب بھی تھے۔ ایک تصور تو ان کے پاس بھی تھا اور ان کے پاس یہ تصور نہیں تھا کہ کوئی شخص رب کعبہ کی جھوٹی قسم کھا سکتا ہے وہ بھی اس

> **قتل ہونے سے پہلے میں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہونا چاہتا ہوں۔ ایمان اور یقین تو اس بات کا نام ہے**

وقت جب وہ جان برلب ہو۔ اور زندگی کی آخری سانس ہو۔ تو اس نے کہا اس بندے نے عجیب بات کی ہے کہ میرا نیزہ اس کا سینہ اور جگر توڑ کر پیٹھ سے پیچھے نکل گیا اور مرتے وقت آخری لفظ اس نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ یہ کون سی کامیابی ہے ہم نے تو سمجھا کہ ہم نے اسے قتل کر دیا۔ تباہ ہو گیا۔ ختم ہو گیا۔ وہ کہتا ہے میں اور اتنی بڑی قسم...... یہ بے قراری اسے مدینہ منورہ لے آئی۔ بعض صحابہ کرام نے اُسے دور سے آتے دیکھ کر بارگاہ نبوی میں گزارش کی جب یہ خبر مدینہ منورہ پہنچی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو بڑا رنج ہوا کفار کے دھوکہ دینے کا بھی دکھ ہوا۔ اور اکابر صحابہ کی شہادت کا بھی رنج ہوا آپ بہت غمگین تھے اور آپ ﷺ کو بہت دکھ تھا تو بعض صحابہ نے دیکھا اور اجازت چاہی کہ ایک شخص تو آ رہا ہے اگر آپ اجازت دیں تو اُسے قتل کر دیا جائے۔ تو حضور ﷺ نے منع فرمایا جب وہ آ رہا ہے تو کسی مقصد کیلئے آ رہا ہوگا۔ اُسے میرے پاس آنے دو۔ چنانچہ اس نے بارگاہ رسالت پناہی ﷺ میں حاضر ہو کر اپنی حیرت کا اظہار پیش خدمت کیا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بندہ قتل ہو گیا' مارا گیا۔ وہ رب کعبہ کی قسم کھاتا ہے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ کون سی کامیابی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ تم بھی رب کعبہ کو مانتے ہو لیکن تم مانتے نہیں ہو۔ جانتے ہی نہیں مانو گے کیا؟ جس چیز کو آپ جانتے نہیں اُسے مانو گے کیا؟ اللہ کی ذات وصفات کو جانتے ہی نہیں اپنے طور سے کچھ مانتے ہو لیکن یہ وہ لوگ ہیں جنہیں واقعی معرفت الٰہی حاصل ہے اور واقعی اللہ کو مانتے ہیں اور جب اللہ کے نام پر وہ قربان ہوا تو اُس نے اللہ کی' رب کی' قسم کھائی کہ میں کامیاب ہو گیا یہی تو سب سے بڑی کامیابی ہے کہ اُس کی بارگاہ میں سرخرو ہوا جائے وہ اُس کے نام پر نثار ہو گیا یہ تم اس حالت میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہیں جان سکتے

لذت ایں مے بخدا نہ شناسی تا نہ چشی

کہ اس مے کی لذت جب تک خود چکھو گے نہیں تمہیں نہیں آئے گی۔ تم بھی اگر ایمان لے آؤ اور تمہیں وہ لذت ایمان نصیب ہو جو اُسے تھی تو تم بھی جان دے کر کامیاب ہونا ہی تمہارا بھی یقین ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ نے اُسے دین نصیب کر دیا مسلمان ہو گیا۔ اور یہی یقین آقائے نامدار ﷺ نے صحابہ کو عطا کیا تھا۔ مانتے تو الحمد للہ ہم بھی ہیں لیکن اس ماننے کی آزمائش تب ہوتی ہے جب بظاہر ہمارا دنیوی نفع و نقصان ہمیں نظر آتا ہے کہ شاید اس بندے کی رضامندی سے مجھے نفع ہو گا اور یہ ناراض ہو گا میرا نقصان ہو جائے گا پھر ہم اللہ کے حکم کی پرواہ نہیں کرتے۔ صرف اُس کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ بات وہ نہیں رہتی۔

حضرت خبیبؓ انہی میں سے ایک تھے جوان کے قابو آ گئے اور قید کر لئے گئے اور آپؓ ایک صحابی تھے جن کو انہوں نے اہل مکہ کو بیچ دیا اہل مکہ بھی حرمت والے مہینوں کا لحاظ اپنی رسومات جو اُن کی قدیم تھیں اُن کے مطابق کرتے تھے۔ حرمت کے مہینے تھے تین مہینے انہوں نے انہیں قید رکھا کہ یہ مہینے گزریں گے تو اُس کے بعد انہیں ہم قتل کریں گے۔ اہل مکہ کی قید میں تین مہینے گزر گئے۔ اب تین مہینے اس یقین کے ساتھ اس انتظار میں رہنا کہ بالآخر مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ سزائے موت کا منتظر رہنا۔ تو تین مہینے بعد جب انہیں لے کر نکلے نواح مکہ میں وہ حد حرم کا بھی لحاظ کرتے تھے کہ حد حرم سے باہر جا کر ان کی سزا یہ تجویز ہوئی کہ انہیں سولی پہ لٹکا دیا جائے پھر انہیں نیزے مارے جائیں' تیروں سے مارا جائے' پھانسی بھی دی جائے' اور ساتھ ساتھ زخم بھی لگائے جائیں' جتنا اُن کے نزدیک تشدد ہو سکتا تھا تو رواج کے مطابق اُن سے پوچھا گیا کہ آپؓ کی کوئی آخری خواہش انہوں نے فرمایا مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو۔ قتل ہونے سے پہلے میں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہونا چاہتا ہوں۔ ایمان اور یقین تو اس بات کا نام ہے۔ کہ اللہ کو ہر چیز پہ قادر بھی سمجھتا ہے آخری خواہش کوئی بیوی' بچوں' کے نام پیغام نہیں بھیجا۔ کوئی اپنی جائیداد' وراثت' کی وصیت نہیں

انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ جان ہزار بار ملے' ہزار بار چھن جائے' تو یہ جان دینا گوارا کروں گا مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاؤں مبارک میں ادنیٰ سا کانٹا بھی چبھ جائے۔

فرمائی فرمایا مجھے اس زندگی میں اس زمین پر ایک دفعہ پھر لذت سجود سے آشنا ہو لینے دو۔ مرنے سے پہلے میں پھر چاہتا ہوں کہ اللہ کے حضور اپنی پیشانی رکھ کر پھر یہ کہہ سکوں سبحان ربی الاعلیٰ . وہ جانتا ہے کہ اللہ قادر ہے۔ چاہے تو مجھے بچا بھی سکتا ہے لیکن وہ اُس کی پسند پہ قربان ہونا بچنے سے زیادہ سعادت سمجھتا ہے اُن کے نزدیک اُس کی پسند پہ اُس کی رضا پہ نچھاور ہو جانا بچ جانے سے زیادہ عظیم مرتبہ ہے۔ انہوں نے دو رکعت نفل ادا کئے اور نماز سے جلدی فارغ ہو گئے حالانکہ اہل مکہ نے انہیں تین مہینے قید رکھا تھا اور کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔ وہ بڑی لمبی نماز پڑھتے تھے تو حیران ہوئے کہ عجیب بات ہے تم تو بڑی لمبی نماز پڑھا کرتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ تم بہت سا وقت لے لو گے انہوں نے فرمایا میرا دل چاہتا تھا کہ میں لمبی نماز پڑھوں مجھے اپنے رب کے حضور گزارشات پیش کرنے میں اور رکوع و سجود میں بہت لذت ملتی ہے لیکن میں نے اس خیال سے مختصر کر دی کہ میری حاضری ہو جائے اور تم یہ نہ سمجھو کہ موت کے ڈر سے نماز کو لمبا کئے جا رہا ہے اور فرصت لینا چاہتا ہے۔ اس لئے میں نے مختصر کر دی۔ جب انہیں وہ سولی دینے لگے تو ہر طرف انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ اِدھر اُدھر دیکھا کوئی ایک اللہ کا بندہ ایسا نہیں جو اُن

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی بات سنے یا اُن کا کام کر سکے تو انہوں نے دعا کی بار الہا! ان بندوں میں تو میرا پیغام لے جانے والا کوئی نہیں ہے۔ لیکن تیری تو ساری مخلوق فرماں بردار ہے۔ ہوا کو حکم دے دے۔ میرا سلام میرے حبیب ﷺ کی خدمت میں پہنچا دے۔ انہیں سولی پہ کھینچ دیا گیا اور شہید کر دیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز تھے اور ایک خادم آپ ﷺ کو وضو کروا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے با آواز بلند سلام کا جواب ارشاد فرمایا وعلیکم والسلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ خادم نے حیران ہو کر پوچھا کہ حضور سلام کس نے عرض تو نہیں کیا یہاں کوئی آیا گیا تو نہیں، تو آپ ﷺ نے کس کے سوال کا جواب دیا ہے فرمایا ہوا خبیبؓ کا سلام لائی تھی۔ سُولی کی تنابیں مشرکین مکہ کے ہاتھ میں تھیں تیر اور کمانیں اُن کے ہاتھوں میں ہیں، نیزے اُن کے ہاتھوں میں ہیں، موت سامنے ہے اور اہل مکہ نے کہا کہ خبیبؓ اب تو تمہیں سمجھ آ گئی ہو گی۔ آج تو تم چاہتے ہو گے کہ تمہاری جان بچ جائے اور دعویٰ نبوت کرنے والا نبی ﷺ وہ ہمارے قابو آ جائے۔ ہم اپنا دل ٹھنڈا کر لیں تو انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ جان ہزار بار ملے، ہزار بار چھن جائے، تو یہ جان دینا گوارا کروں گا مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاؤں مبارک میں ادنیٰ سا کانٹا بھی چُبھ جائے۔

جب معاملہ یہاں پہنچتا ہے تو اس یقین کو قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عطا فرمایا یہی یقین ہے ہمیں چند روزہ مفلسی آ جاتی ہے تو حلال حرام کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ ہمیں خیال نہیں ہوتا کہ اللہ نے کس چیز سے منع فرمایا ہے۔ ہزاروں ایسے

> **ہمیں چند روزہ مفلسی آجاتی ہے' تو حلال حرام کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ ہمیں خیال نہیں ہوتا کہ اللہ نے کس چیز سے منع فرمایا ہے۔**

لوگ ہیں جو کروڑ پتی ہیں، مفلس کو تو چھوڑ دو کروڑ پتی ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں، عمرہ کرنے بھی ہر مہینے چلے جاتے ہیں، لیکن جب حصول رزق کی باری آتی ہے تو حلال حرام کی پرواہ نہیں کرتے۔ دولت کے دیوانے ہوتے ہیں۔ ہر جائز و ناجائز حربے سے، سچ جھوٹ سے، دولت جمع کئے جا رہے ہوتے ہیں۔ تو اس کردار سے کیا یہ سمجھا جائے کہ انہیں اللہ کی عظمت پہ یقین بھی ہے یہی بات یہاں ارشاد فرمائی گئی کہ یقین کا مقصد یہ ہے کہ جب تمہیں یہ یقین ہے کہ آسمانوں، زمینوں، ساری کائنات جو کچھ اس میں ہے اس کا پیدا کرنے والا بھی، مالک ومختار بھی، اُسے پالنے والا بھی، وہی ایک اللہ ہے۔ پھر اس کی اطاعت کرو بلا چوں چراں اور یہ نہیں ایک کام میں کر لی دوسرا چھوڑ دیا دوسرے میں کر لی تیسرا چھوڑ دیا۔

زندگی بھر اس کی عبادت پر جم کر رہو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ اُس وقت تک اللہ کی اطاعت پہ کاربند ہو حتیٰ کہ زندگی ختم ہو جائے اور ہر چیز تمہارے سامنے کھل جائے۔ آخرت پر یقین تمہیں حاصل ہو جائے۔ آخرت تمہارے سامنے کھل جائے۔ دنیوی زندگی ختم ہو جائے۔ یعنی موت آ جائے اور تم اللہ کی اطاعت پہ کاربند رہو چونکہ یہ زندگی محض ہم نے بسر کرنا ہے۔ اسے ہمیشہ نہیں رہنا کسی فرد بشر کو ہمیشگی اس عالم میں نہیں ہے۔ نہ اس عالم کو خود ہمیشگی ہے۔ پھر اس میں رہنے والوں کو ہمیشگی کہاں ہو گی؟ یہ خود ختم ہونے والا ہے۔ اس میں رہنے والے ہمیشہ کیسے رہیں گے؟ یہاں سے آگے جو عالم ہے اس سے آگے جو زندگی ہے وہ کبھی نہ ختم ہونے والی ہے۔ وہ عالم کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔ اس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی، اللہ کی کتاب نے دی، وہ زندگی، وہ عالم، جہاں زندگی ختم نہ ہو گی ہمیشہ رہنا ہو گا۔ وہاں عزت بھی، آرام بھی، سکون بھی، اُس کے لئے ہے۔ جو اس زندگی میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

جو عارضی اور وقتی اس میں اللہ کی عظمت کا اس طرح قائل ہے کہ اللہ کی نافرمانی کر کے کسی دوسرے کی غلامی نہیں کرنا چاہتا اور اس کا نام ایمان ویقین ہے اور یہی چیز دنیا میں نایاب نہیں اگر تو کم یاب ضرور ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہر بندے کی ایک قیمت ہے اور وہ اس قیمت پہ بک جاتا ہے۔ کسی کی تھوڑی' کسی کی زیادہ' یہ لوگ جنہیں اللہ کی عظمت پہ یقین ہوتا ہے یہ بکا نہیں کرتے یہ خریدے نہیں جاتے۔ اللہ کی اطاعت کے اندر انہیں کوئی مجبور کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اطاعت الٰہی کے لئے وہ خود کوشاں ہوتے ہیں اور کوئی انہیں خرید کر اُن سے اللہ کی نافرمانی نہیں کروا سکتا۔ اس لئے کہ وہ اللہ کو جانتے ہیں اُس اللہ کی عظمت کو جانتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ تم کیوں اللہ کی اطاعت پہ کار بند نہیں۔ کوئی اس جیسا دوسرا تمہارے علم میں ہے کوئی اور ایسا ہے کہ اس کی اطاعت نہ کی جائے اس کی جائے۔

میں اہل اللہ کے حالات پڑھ رہا تھا اور ایک زمانہ تھا۔ بیت اللہ شریف میں آج کل کی طرح رش نہیں ہوتا تھا اور یہ کوئی دور کی بات نہیں کل تک کی بات ہے کہ ستر کے ابتدائی سالوں میں جب ہم حج کے لئے حاضر ہوئے۔ تب بھی مطاف چھوٹا سا تھا ارد گرد کھمبے اور ان پر بتیاں لگی ہوئی تھیں۔ بیت اللہ کے گرد چھوٹا سا گول دائرہ تھا۔ جس میں لوگ طواف کرتے تھے اور یہ جو کھلا صحن ہے اور حرم اس وقت موجود تھا لیکن اس گول دائرے سے لیکر حرم کے دروازوں تک راستے بنے ہوئے تھے اور درمیان میں پلاٹ بنے ہوئے تھے جن میں کنکریاں بھری ہوئیں تھیں۔ اس طرح کا رش نہیں ہوتا تھا اور لوگ وہاں سے کپڑا خرید کر

> جنہیں اللہ کی عظمت پہ یقین ہوتا ہے یہ بکا نہیں کرتے یہ خریدے نہیں جاتے۔ اطاعت الٰہی کے لئے وہ خود کوشاں ہوتے ہیں۔

کفن بنانے کیلئے یا ویسے برکت کے لئے آب زم زم سے دھوتے اور ان کنکریوں پر سوکھانے کے لئے بچھاتے۔ یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور یہ بھی دیکھا ہے کہ ہم رات کوشش کرتے تھے کہ ایک بجے کے قریب اٹھ کر حرم جایا جائے تو اس وقت ایک یا دو بندے مل جائیں یا بعض اوقات کوئی بھی نہیں ہوتا تھا اور ہم آرام سے سکون سے طواف بھی کرتے حجر اسود کو بوسہ بھی دیتے یہ ستر کے ابتدائی سالوں تک یہ حال میں نے خود دیکھا ہے اور وہ پلاٹ بھی میں نے خود دیکھے ہیں۔ کنکریوں سے بھرے ہوئے اب تو یہ عالم ہے کہ حج میں تو خیر سارا صحن جو ہے اُس میں طواف ہو رہا ہوتا ہے باہر کی مسجد میں طواف ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کی اوپر کی چھت پر طواف ہو رہا ہوتا ہے اور اسکی اوپر کی تیسری چھت پر لوگ طواف کر رہے ہوتے ہیں اور اس کے باہر مسجد حرم کی گرداگرد سڑک پر لوگ طواف کر رہے ہوتے ہیں اب تو اتنا رش ہوتا ہے اب تو عمرے کے لئے بھی حرم شریف کا صحن بھر جاتا ہے نمازیوں سے اور اوپر کی مسجد بھی بھر جاتی ہے تو ستر کے ابتدائی سالوں میں یہ حال تھا اور یہ جو میں بات کر رہا ہوں یہ تو بہت پہلے کی ہے اس زمانے میں رش کم ہوتا تھا تو ایک صوفی ولی اللہ لکھتے ہیں مجھے ان کا اسمائے گرامی یاد نہیں فرماتے ہیں میں آدھی رات کو اٹھ کر حرم گیا اس خیال سے گیا کہ مجھے خالی حرم مل جائے گا۔ مزے سے طواف کروں گا۔ حجر اسود کو بوسہ دوں گا۔ تو وہ فرماتے ہیں جب میں گیا تو مجھ سے پہلے ایک بندہ طواف کر رہا تھا اور بڑے دردناک انداز میں اللھم لبیک اللھم لبیک پکار رہا تھا لیکن وہ فرماتے ہیں دفعتاً میں نے ہاتف کی گرجدار آواز سنی اور

وہ اسے کہنے لگا دفع ہو جاؤ میرے گھر سے چلے جاؤ۔ مجھے تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ اب وہ بندہ بڑے درد سے پکار رہا ہے۔ ادھر سے جھڑک آ رہی ہے۔ حکم بھی آ رہا ہے کہ نکل جاؤ۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ تو فرماتے ہیں پہلے تو میں لرز گیا کہ کہیں یہ مجھ سے خطاب تو نہیں پھر مجھے سمجھ آئی کہ اس سے کہا جا رہا ہے۔ تو وہ جب چکر پورا کر کے میرے پاس آیا تو میں نے اسے بازو سے پکڑ کر روک لیا کہ جو ہاتف کی گرجدار آواز آ رہی ہے اور بڑی سخت آ رہی ہے حکم دیا جا رہا ہے۔ نکل جاؤ، دفع ہو جاؤ۔ یہ تم بھی سن رہے ہو۔ تو فرماتے ہیں مجھے کہنے لگا یہ آواز تم نے سن لی حالانکہ تم مخاطب نہیں ہو اس کے اور میں اس کا مخاطب ہوں تو میں کیسے نہیں سن رہا؟ جب تم سن رہے ہو جو مخاطب نہیں ہو تو میں تو مخاطب ہوں میں بھی سن رہا ہوں۔ تو یہاں سے کیوں نہیں جاتے؟ یہاں سے دفع کیوں نہیں ہو جاتے؟ کیا ساری دنیا کو عذاب الٰہی میں غرق کراؤ گے؟ یہ بہت سخت آواز آ رہی ہے تو اس نے کہا کہ نکل اس لئے نہیں جاتا کہ اور کوئی ایسا دروازہ ہے ہی نہیں اور اگر ہے تو تم بتاؤ۔ تم جانتے ہو اگر ایسا ہے تو میں وہاں چلا جاتا ہوں۔ جب کوئی اور ہے ہی نہیں۔ تو راضی رہے تو بھی یہی در ہے۔ ناراض ہو تو بھی یہی در ہے۔ رحمت برسائے تو بھی یہی در ہے۔ اور عذاب نازل کر دے تو بھی یہی ہے میں تو یہیں ہوں کہاں جاؤں اور کوئی ایسا ہے پھر آ گے وہی لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس کی اس استقامت، اس یقین، اور اس ایمان پر، اللہ کی رحمت کے انوارات نے اُسے گھیر لیا۔

مراقبات ومنازل بے حد بے حساب ہیں اور ان کی کوئی حد نہیں ہے۔

یہ دنیا اس کے اپنے رنگ، اس کے اپنے اسباب، اور اس میں ایسی مشکلات بعض اوقات آ جاتی ہیں اور من جانب اللہ آتی ہیں آزمائش کے طور پر آتی ہیں کبھی بیماری، کبھی مفلسی، کبھی اور کوئی احتیاج، کبھی کسی بڑے کی ناراضگی، کبھی حکومت کی ناراضگی، لیکن یہ ساری باتیں قابل برداشت ہیں اللہ کی ناراضگی کے مقابلے میں ، اللہ ناراض نہ ہوں۔ اللہ کی نافرمانی کرنے کے لئے کوئی اکساتا رہے، اس بات پر ناراض ہوتا ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی کیوں نہیں کرتے تو اس کی پرواہ نہیں ہے۔

یہ ایمان ہے اور یہ ایمان یقین سے نصیب ہوتا ہے برکات نبویؐ سے، جس نسبت نے صحابہ کو صحابی بنا دیا۔ اور انہیں یقین نصیب ہو گیا جو نسبت عام آدمی کو ولی اللہ بنا دیتی ہے اور اُسے یقین کامل نصیب ہو جاتا ہے۔ وہی نعمت، وہی نسبت، نصیب ہو تو یہ یقین نصیب ہوتا ہے کہ اللہ جیسا دوسرا کوئی نہیں، اور برکات نبویؐ، ذکر قلبی سے اور شیخ کامل سے نصیب ہوتی ہیں اور یہ اس کا بہت بڑا انعام ہے کہ کسی کو اس زندگی میں کوئی ایسا شخص میسر آ جائے جو اس کے قلب کو اللہ اللہ سکھا سکے، مراقبات ومنازل بے حد بے حساب ہیں، اور ان کی کوئی حد نہیں ہے۔

بعض بزرگوں نے لکھ دیا کہ فلاں نے سلوک تمام کر لیا۔ تصوف میں ساری تکمیل ہو گئی۔ یہ درست نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ اس راستے کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ قرب الٰہی کی کوئی حد نہیں ہے۔ نہ اللہ جل شانہ، کسی حد میں مقید ہے۔ اور نہ اس کے قرب کی کوئی حد متعین ہے جس طرح زندگی بھر ترقی نصیب ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح اللہ چاہے برزخ میں جتنا عرصہ رہے۔ اس میں بھی ترقی نصیب ہو سکتی ہے میدان حشر میں بھی لوگوں کو ترقیاں نصیب

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوں گی اور جنت میں بھی ہر آنے والا لمحہ پہلے سے سے بہتر ہوگا۔ ترقی نصیب ہوتی رہے گی۔ بلکہ جنت کے کھانوں کا بھی یہ وصف ہے کہ ایک ہی کھانے سے جو لقمہ جنتی کھائیں گے۔ دوسرا لقمہ اس سے زیادہ لذیز ہوگا۔ ہر چیز میں ترقی اور ہر لطف میں ہر شے میں اور قرب الٰہی میں ترقی ہوتی رہے گی۔ اس طرح صوفی کے منازل کی کوئی انتہا نہیں ہے کہ وہاں جا کر انتہا ہوگئی۔ نہیں ہمیشہ رہتے ہیں لیکن سب سے بڑی منزل سب سے پہلی اور آخری منزل' سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ برکات قلبی نصیب ہو جائیں۔ اور پھر بندہ انہیں زندگی بھر قائم رکھے۔ یہ سب سے بڑا مقام ہے۔ وہ قادر ہے جسے چاہے وہ مقام زندگی میں عطا کردے۔ موت کے بعد عطا کردے۔ برزخ میں عطا کر دے' میدان حشر میں عطا کردے' جنت میں عطا کردے' یہ سب ہوسکتا ہے کسی بھی وقت ہوسکتا ہے لیکن تب ہوسکتا ہے جب دل میں برکات نبویؐ موجود ہوں۔ ایمان و یقین کی یہ کیفیت نہ رہے تو جتنے مراقبات کر چکے ان کے جانے میں بھی ایک لمحہ نہیں لگتا سب کچھ جو اس نے زندگی بھر جمع کیا ہے اس کے جانے میں بھی ایک پل نہیں لگتا ہے۔ وہ سارا ضائع ہو جاتا ہے۔ لہذا سب سے بڑا مقام یہ ہے کہ آدمی کا دل کبھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہو' عظمت رسالتؐ اس طرح دل میں چھا جائے' کہ زبان کسی لمحے درود پاک سے غافل نہ ہو اور یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ ہم اندازہ نہیں کر سکتے اس کی قدر و قیمت کا۔ اس دنیا میں رہ کر اس کی قدر و قیمت کا اندازہ ممکن نہیں ہے۔ ہاں جو اس دنیا سے رخصت ہو کر برزخ میں پہنچتا ہے اُسے اندازہ ہوتا ہے اگر یہ دولت ساتھ لے کر جائے تو اسے پتہ چل جاتا ہے کہ میں کتنا مالدار ہوں اور میں کیا کچھ ساتھ لایا ہوں۔

زبان کسی لمحے درود پاک سے غافل نہ ہو' اور یہ بہت بڑی نعمت ہے

میرے بھائی زندگی گزر جاتی ہے۔

بڑے بڑوں کی بھی گزر جاتی ہے اور عام لوگوں کی بھی گزر جاتی ہے۔ حکمرانوں کی حکومت کرتے گزر جاتی ہے۔ گڈریے اور چرواہے کی ریوڑ چراتے بیت جاتی ہے۔ زندگی گزارنا کسی کا کوئی کمال نہیں اس کی اپنی روش ہے اس کا اپنا فلو (Flow) ہے اور اپنے فلو میں ندی جس طرح بہتی رہتی ہے اور گزر جاتی ہے۔ کامیاب وہی ہے کہ وہ تخت سلطنت پر ہو یا جنگل میں ریوڑ چرا رہا ہوں اس کے دل میں اللہ کی یاد اور اللہ کی عظمت پہ یقین اور اسکی ربوبیت پر یقین باقی ہو اور یہ نعمت نصیب ہو جائے۔ تو اس ایک بات پہ ساری زندگی شکر ادا کرتا رہے تو اس کا حق ادا نہیں ہوتا۔

ذکر قلبی اور دل میں برکات نبویؐ کا آ جانا اور زبان پر درود شریف کا جاری ہو جانا یہ دنیا کی مصیبتوں' تکلیفوں' پریشانیوں' سے جو پریشانیاں اتنی شدید ہوتی ہیں کہ بعض اوقات وہی اللہ سے دور کر دیتی ہیں۔ اُن کے سامنے بھی ڈھال بن جاتا ہے۔ سہارا بن جاتا ہے۔ اور بندے کو مصائب سے نکال لیتا ہے۔ ہم کمزور ہیں اور ہمیں اس قیمتی دولت کا تحفظ کرنا ہے اور یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے ایک ایسے بندے کی خدمت تک پہنچایا جس نے ہمیں قلبی ذکر کی روشنی سے آشنا کیا عظمت رسالت اور عظمت درود شریف ﷺ سے آشنا کیا۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم زندگی بھر اس کا تحفظ کریں۔ ہماری کوتاہیوں' گستاخیوں' نافرمانیوں سے درگزر فرمائے جو غلطیاں ہم سے ہوتی ہیں وہ ہماری جہالت ہے۔ جو بھلائی ہم کرتے ہیں یہ اس کی عطا ہے۔ ٹوٹی پھوٹی نیکیاں قبول فرمائے لیکن یاد رکھو۔ کہ ہر کام کا اعتبار اس کے خاتمے کے ساتھ ہے کہ خاتمہ کس بات پہ ہوتا ہے اللہ کریم حسن خاتمہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین ☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّور

اکبر علی

☆☆ اوکاڑہ ☆☆☆

میری عمر تقریباً ۲۰ یا ۲۵ سال ہوگی جب میں حضرت مولانا نور اللہ نعیمی کے ہاتھ پر بیعت ہوگیا تو جس طرح ان کے تمام مریدین نوری کہلاتے ہیں اس طرح ان میں ایک اور نوری کا اضافہ ہوگیا لیکن نمازوں کی حالت ایسی تھی کہ کبھی پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی۔ ۱۹۷۰ء میں فوج میں بھرتی ہوگیا۔ مختلف سٹیشنوں پر پھرنے کے بعد بالآخر کھاریاں چھاؤنی آیا تو خوش قسمتی سے میرا نام (UEI کورس) پی ٹی سی کیلئے دے دیا گیا بستر اٹھایا اور آرمی ایجوکیشن کالج رزٹو پہ مری پہنچ گیا۔ جیسے میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اس وقت تک نمازوں میں باقاعدگی نہ تھی۔ سو ایک دن عشاء کی نماز پڑھنے گیا تو جماعت ہو چکی تھی اس لئے اکیلے ہی نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو دیکھا کہ مسجد کے دوسرے کونے میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ تجسس مجھے وہاں لے گیا کہ دیکھوں یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ہمارے ٹیچر جناب حافظ قادری صاحب ایک کتاب سے حدیث مبارک پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ میں بھی وہاں بیٹھ کر سننے لگا جب قادری صاحب نے تشریح شروع کی چونکہ قادری صاحب کا بیان کرنے کا اپنا ایک انداز ہے۔ اس لئے مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ سب کچھ تو میرے متعلق ہے۔ وہ جیسے جیسے بات کو آگے بڑھا رہے تھے میرے ضبط کے بند ٹوٹ رہے تھے۔ آخر آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوگئے اور بات ہچکیوں تک جا پہنچی۔ پھر انہوں نے تھوڑی دیر ذکر خفی قلبی بذریعہ پاس انفاس کرایا تو واقعی اس روز اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب خبردار! یعنی کان کھول کر سن لو دلوں کا اطمینان صرف ذکر الٰہی دور نکل گئی میں ذکر کر رہا تھا اپنی روداد قلبی کا تو اس دن کے بعد گویا ذکر کی بھوک لگنے لگی اور انتظار رہنے لگا کہ کب عشا کی جماعت ہو اور ذکر کریں۔ اس طرح اللہ کی توفیق سے تہجد بھی شروع کر دی۔ تھوڑے ہی عرصے بعد داڑھی کی فکر ستانے لگی کہ تیری کیا تہجد اور ذکر جب تیرا چہرہ سنت کے مطابق نہیں کچھ عرصہ تک تو شیطان نے چکر دیا کہ گھر جا کر والد صاحب سے پوچھ کر رکھوں گا۔ پھر ایک دن یہ سوچ کر کہ نیکی کے کام میں والد صاحب سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب ہم غلط کام کرتے ہیں تو کیا والدین

آج کا بھٹکا ہوا انسان اطمینان قلب کیلئے ادھر ادھر ٹھوکریں کھا رہا ہے بلکہ غلط راہوں پر چل نکلا ہے جب کہ اللہ تعالی اعلان فرما رہا ہے کہ اے اطمینان قلب کے متلاشی انسان ادھر آ میں تیرا خالق ہوں میں تیری بیماریوں کو بھی جانتا ہوں اس لئے علاج بھی میرا ہی کارگر ہوگا۔

میں ہے۔ آج کا بھٹکا ہوا انسان اطمینان قلب کیلئے ادھر ادھر ٹھوکریں کھا رہا ہے بلکہ غلط راہوں پر چل نکلا ہے جب کہ اللہ تعالی اعلان فرما رہا ہے کہ اے اطمینان قلب کے متلاشی انسان ادھر آ میں تیرا خالق ہوں میں تیری بیماریوں کو بھی جانتا ہوں اس لئے علاج بھی میرا ہی کارگر ہوگا۔ بات سے پوچھ کر کرتے ہیں؟ پھر بحیثیت مسلمان کیا گارنٹی ہے کہ والد صاحب سے ملنے کی فرصت بھی ملتی ہے نہیں اللہ کا نام لیکر یونٹ کمانڈنٹ کے نام ایپلیکیشن لکھ دی (ان دنوں یہی قانون تھا جو انگریز دور سے چلا آ رہا تھا ورنہ مسلمان ملک ہے مسلمان آرمی ہے تو داڑھی رکھنے کیلئے اجازت

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی کیا ضرورت ہے) جو کچھ دنوں کے بعد منظور ہو کر آ گئی جب گھر چھٹی گیا تو والد صاحب کی داڑھی سے متعلق طنزیہ باتیں سننے کو ملی۔

مخالفین ذکر سے میری جب بھی بات ہوتی ہے میں انہیں ضرور عرض کرتا ہوں کہ میں نے ذکر کی برکات اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ تمہارے کہنے سے میں ذکر کیسے چھوڑ دوں؟ مثلاً میں نے دیکھا ہے کہ جو بھی حلقہ ذکر میں آتا ہے چہرہ کلین شیو لیکر آتا ہے لیکن ہفتہ دو ہفتے ذکر کرنے سے اس کے چہرے پر داڑھی نظر آنے لگتی ہے حالانکہ کوئی اسے ترغیب نہیں دیتا کوئی اسے حکم نہیں دیتا۔

میں نے ذاتی طور پر مشاہدہ کیا کہ علماء حضرات اپنے وعظوں میں بتاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب نماز کیلئے مصلے پر کھڑے ہوتے تو خشیت الٰہی سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور رقت طاری ہو جاتی حضرت امام حسینؓ کے متعلق بتاتے ہیں کہ آپ جب بھی وضو کیلئے بیٹھتے' آپ کا چہرہ خشیت الٰہی سے زرد ہو جاتا یا اسی طرح کے واقعات کتابوں میں پڑھے تھے لیکن میرے مشاہدے میں اس طرح کی کوئی ہستی نہ آئی۔ جس پر اس طرح کی کیفیت طاری ہو' الحمدللہ میری اپنی یہ حالت ہوئی کہ میں جب بھی نماز کیلئے مصلی پر پاؤں رکھتا ہوں میری حالت غیر ہو جاتی اور میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے حالانکہ میں بڑی سخت طبیعت کا مالک ہوں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف ذکر الٰہی کی برکات ہیں پھر ایک دن پتہ چلا کہ منارہ میں ذکر واذکار کا ماہانہ پروگرام شروع ہو چکا ہے۔ ہم بارہ چودہ ساتھی جناب حافظ غلام قادری صاحب کی قیادت میں منارہ کیلئے روانہ ہوئے اور تقریباً عشاء کے وقت ہم منارہ سکول میں پہنچ گئے کھانے کیلئے کالے چنے پکے ہوئے۔ پتہ نہیں ان میں کیا اثرات تھے کہ ان کا ذائقہ میں آج

> **حضرت ابوبکر صدیقؓ جب نماز کیلئے مصلے پر کھڑے ہوتے تو خشیت الٰہی سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور رقت طاری ہو جاتی**

تقریباً 25/26 سال گزرنے کے باوجود نہیں بھول سکا۔ صبح حضرت مولانا اللہ یار صاحب کی شخصیت کا بغور جائزہ لیا تو ان کے چہرے پر عجیب طرح کی معصومیت پائی دل چاہتا تھا بس انسان دیکھتا ہی رہے۔ چال ڈھال اور لباس میں بالکل سادگی پائی جاتی تھی اس سب کے باوجود آواز میں پھوٹھوہاری لہجے کی گھن گرج تھی۔ دوسری اہم بات جس کا میں نے مشاہدہ کیا ان کا علم پر عبور تھا میں نے بہت سے علماء حضرات کو بڑے کروفر سے آتے دیکھا اور جب انہوں نے کوئی سوال کیا تو آپ نے اس کے جواب کئی کئی کتابوں کے حوالے بمعہ کتاب کا صفحہ نمبر دیئے تو انہی حضرات کو جھاگ کی طرح بیٹھتے دیکھا۔ تو گویا آپ علم کا بحر بیکراں تھے۔ پھر حضرت جیؒ کا پروگرام چکوال میں تھا۔ یہاں ہم کچھ ساتھی قادری صاحب کے ساتھ حضرت جی کے ساتھ ہی منگلا بھی گئے۔ اس وقت میجر نسیم صاحب منگلا میں ہوتے تھے ان کے ہاں حضرت جی کا قیام تھا۔ اکتوبر 1977ء کی پہلی جمعرات لنگر مخدوم حضرت الہ دین مدنیؒ کے دربار پر پروگرام تھا۔ یہاں پر ہی میں حضرت جیؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوا اکتوبر 1983ء میں لنگر مخدوم کا پھر اجتماع ہو رہا تھا جس کی اطلاع دینے کیلئے میں مولوی خوشی محمد کے پاس گیا لیکن وہ تیار نہ ہو سکے بہر حال یہ حضرت جیؒ کی زندگی کا آخری اجتماع تھا جس میں حضرت جیؒ نے جماعت کے نظم کے سلسلہ میں کھل کر اور دوٹوک فیصلے کئے جسے آج کچھ لوگ غلط رنگ دے رہے ہیں۔ مولوی صاحب اس بات کے گواہ ہیں کہ واپسی پر میں۔ نے ان سے کہا تھا کہ میں نے بہت کوشش کی لیکن اتنی بڑی عملی اور روحانی شخصیت کی ملاقات آپ کے مقدر میں نہ تھی کیونکہ آپؒ نے خطاب کے دوران فرمایا تھا کہ اگلے اجتماع پر میں آپ لوگوں کے درمیان نہیں ہوں گا۔ پھر 1984ء میں موجودہ شیخ المکرم کی تجدید بیعت کیلئے منارہ میں ایک اجتماع ہوا جس میں میجر بیگ وغیرہ نے موجودہ شیخ المکرم حضرت مولانا

محمد اکرم اعوان کے ہاتھ پر بیعت کرتے دیکھا اور ان کے حق میں تقریریں کیں۔ 1986ء کے رمضان المبارک کی ستانویں تاریخ کوخوش قسمتی سے مجھے روحانی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ پھر جب 2000ء کی پہلی رمضان کو امیر تنظیم الاخوان حضرت مولانا محمد اکرم اعوان نے جب نفاذ اسلام کیلئے کال دی تو اپنے تینوں بیٹوں کولیکر خیمہ بستی میں حاضر ہو گیا۔ یہاں کی رحمتیں اور بہاریں دیکھ کر جی چاہتا تھا کہ چوتھے کو بھی لے آؤں لیکن بچی کو سکول چھوڑنے اور واپس لانے کی مجبوری آڑے۔ جب بھی اڑوس پڑوس یا ملک کے کسی کونے میں ظلم و بربریت کی کوئی داستان یا خبر پڑھتے ہیں تو جی چاہتا ہے اللہ کرے حضرت جی فوراً نفاذ اسلام کیلئے کال دے دیں تا کہ اس ملک پر اسلامی، عدل وانصاف کا

> حضرت مولانا اللہ یار خاںؒ کی شخصیت کا بغور جائزہ لیا تو اُن کے چہرے پر عجیب طرح کی معصومیت پائی۔

راج ہو ورنہ اسے دیکھنے کیلئے کم از کم ہم دنیا میں موجود نہ ہوں۔ اللہ ہماری تمناؤں کو کب شرفِ قبولیت بخشتا ہے اس کا شدت سے انتظار ہے۔

یہ جذبے اور تڑپ سلسلہ عالیہ اور ذکر الٰہی کے طفیل نصیب ہوئی اللہ شیخ المکرم سلسلہ عالیہ اور امیر تنظیم الاخوان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔

ایک میگزین

جو زندگیاں بدل دے

ماہنامہ "المرشد"

کا مطالعہ کیجئے۔

ممبر شپ سالانہ	-/250روپے
قیمت فی شمارہ	-/ 25روپے

برائے رابطہ سرکولیشن مینجر

ماہنامہ المرشد 17-اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ، ٹاؤن شپ، لاہور 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلامِ شیخ

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے گردِ سفر، نشانِ منزل، متاعِ فقیر، آس جزیرہ، دیدہ تر، کونسی ایسی بات ہوئی ہے، سوچ سمندر شائع ہو چکے ہیں۔

سیماب اویسی

برا مان گئے

شیشے میں کاش انہیں ڈھب سے اتارا ہوتا
شیشہ ہم نے جو دکھایا تو بُرا مان گئے

تھے الیکشن تو سرعام ملا کرتے تھے
بعد اس کے جو بلایا تو بُرا مان گئے

اپنی تعریف پہ کھل اٹھتا ہے چہرہ ان کا
حال شہروں کا سنایا تو بُرا مان گئے

قومی سرمائے پہ وہ عیش کیا کرتے ہیں
قوم کا حشر دکھایا تو بُرا مان گئے

پھانسی اپنوں کو ہوئی ہے تو کہیں ان کو شہید
لاشہ مفلس کا دکھایا تو بُرا مان گئے

ان کوٹھی پہ چراغاں کا سماں رہتا ہے
لوڈشیڈنگ کا بتایا تو بُرا مان گئے

چارہ گھوڑوں کا بھی امپورٹ کیا کرتے ہیں
چہرہ غربت کا دکھایا تو بُرا مان گئے

منہ خزانے کا وہ اپنوں پہ کھلا رکھتے ہیں
نام سیماب کا آیا تو بُرا مان گئے

"دیدہ تر" سے انتخاب

www.naqshbandiaowaisiah.com

قیام قیامت

تحریر:-حافظ عبدالرزاق

حضرت انسؓ حضور اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ اللہ کرنے والا ایک فرد بھی دنیا میں موجود ہوگا۔ قیامت نہیں آئے گی۔ جسم کے قیام کا انحصار روح کے موجود ہونے پر ہے جونہی روح جسم سے جدا ہوئی جسم بے کار ہوگیا۔ لہذا اب اس کا باقی رکھنا فضول ہے۔ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کی روح اللہ کا ذکر ہے جب ذکر کرنے والا کوئی نہ رہا تو کائنات بے کار ہوگئی۔ لہذا اس کا رکھنا بے مقصد ہوا۔ اس لئے فرمایا کہ جب ذکر الٰہی کرنے والا روئے زمین پر کوئی نہ رہے گا یہ نظام ختم کر دیا جائے گا۔ اسی کو قیام قیامت کہتے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب تک ایک آدمی بھی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہوگا قیامت بپا نہیں ہوگی۔ اس سے ذکر الٰہی کی برکات کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس سے ایک نکتہ معلوم ہوتا ہے۔ آیت قرآنی انا سخرنا لجبال معه یسجن بالعشی و الاشراق و الطیر محشوره کی تفسیر میں علماء اور ربانی فرماتے ہیں کہ جیسے پانی کے تالاب میں ایک بھاری پتھر پھینکا جائے تو اس جگہ لہریں اٹھتی ہیں اور لہریں پھیلتے پھیلتے تالاب کے کناروں تک پہنچ جاتی ہیں اسی طرح جب ایک مومن خلوص اور محبت کی قوت سے ذکر الٰہی کرتا ہے تو اس سے انوار و برکات کی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے قریب کے دشت و جبل حجر و شجر میں تسبیح و تہلیل کا جوش پیدا ہوتا ہے اور تمام ماحول ذاکر ہو جاتا ہے اور ذکر جب روح کائنات ہے تو اس ایک ذاکر کی وجہ سے کائنات کا وجود قائم رہتا ہے۔ اس ذکر میں خلوص و محبت کی قوت جتنی زیادہ ہوگی۔ اسی تناسب سے وسیع کائنات میں ذکر کے انوار پھیلیں گے اور کائنات کا ذرہ ذرہ ذاکر رہے گا۔

حضور اکرمؐ نے اس حدیث میں ذکر کی ایک فرد اللہ اللہ کرنے کو بیان فرمایا۔ اور اس پر کائنات کے بقاء کا مدار بیان فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ ذکر اسم ذات ذکر الٰہی کی اہم ترین فرد ہے و اذکر اسم ربک وتبتل الیه تبتیلا سے اسی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔

انتخاب:- چراغ مصطفوی

www.naqshbandiaowaisiah.com

دعائے مغفرت

☆......سلسلہ عالیہ کے ساتھی محمود خالد (بہاولپور) کے والد محترم قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں ساتھیوں سے دعا کی درخواست ہے۔

☆...... ثاقب ملک (لاہور) کے والد محترم قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں ساتھیوں سے دعا کی درخواست ہے۔

☆......سکہ کے ساتھی عارف رفیق کے تایا جان سلیم الدین قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆......تنظیم بیگ (لاہور) کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔

☆......سلسلہ عالیہ کے ساتھی ڈاکٹر نعیم جان کے والد الحاج حکیم جان محمد اور بھتیجا محمد علی احتشام قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆...... محمد واصل (ٹوبہ ٹیک سنگھ) کے بھتیجے عمر فاروق قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆......سلسلہ کے ساتھی مدثر کی والدہ محترمہ زرین صاحبہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مراسلات

(1) محمد اقبال ظفر...... کراچی

الحمد للہ! المرشد بہت خوبصورت انداز میں موتی بکھیر رہا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات وصول کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ تیمور احمد خان کی دسمبر میں شائع کردہ نظم بہت پسند آئی اللہ اس بچے کو ترقی نصیب فرمائے۔ امین چند ایک تجاویز دی ہیں۔

☆......المرشد میں حضرت جی کے تازہ مضامین لگائے جائیں۔

☆...... ماہ رواں کے مطابق مضامین لگائے جائیں۔

☆...... خطوط / تجاویز کے جوابات بھی شائع کریں۔

☆...... اداریہ کے نیچے دستخط ثبت نہ کئے جائیں۔

☆...... ماہ رواں کے مطابق بھی مضامین لگائے جائیں خطوط / تجاویز کے جوابات بھی شائع کریں۔

() آپ کی تجاویز پر ممکن حد تک عمل کی کوشش کی جائے گی۔ اداریہ کے نیچے دستخط صرف اس وجہ سے کئے جاتے ہیں اگر مدیر المرشد خود اداریہ تحریر کرے۔ اگر ادارتی بورڈ ہو تو پھر دستخط نہیں کئے جاتے۔

(2) حمید اللہ خان عزیز احمد پور شرقیہ

انہوں نے لکھا ہے کہ تعلیمات محمد رسول اللہ ﷺ کے پرچار کیلئے تفہیم الاسلام لائبریری کا آغاز کیا ہے۔ المرشد کا ہمیں ایک شمارہ ملا ہے۔ براہ کرم آپ اعزازی شمارہ ارسال کر دیا کریں۔

() آپ کو ایک اعزازی شمارہ ارسال کیا جا رہا ہے مزید کیلئے سرکولیشن آفس المرشد لاہور رابطہ کیجئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

لڑکا' حافظ قرآن عمر 20 سال' میٹرک پاک آرمی میں ملازم

لڑکا' حافظ قرآن' عمر 18 سال' میٹرک' پاک آرمی میں ملازم

دونوں حافظ صاحبان کیلئے میٹرک / ایف۔ اے درس نظامی عالمہ فاضلہ یا کم از کم حافظ قرآن لڑکیوں کے رشتوں کی ضرورت ہے اعوان' بھٹی' ملک فیملی کو ترجیحی دی جائے گی

برائے رابطہ۔ محمد حفیظ شاکر' صدر تنظیم الاخوان' بمقام وڈاکخانہ سگھری تحصیل جنڈ' ضلع اٹک

ضرورت رشتہ

خوبصورت (B.A-Bsc) خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

لڑکے کی عمر' 38 سال تعلیم میٹرک وسیع کاروبار زمیندار کروڑپتی ہے دوسری شادی کا خواہش مند ہے۔

نوٹ:۔ سلسلہ کے ساتھیوں کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ۔ ڈاکٹر محمود صاحب گوجرانوالہ
فون نمبر 0333-8106472-0431-216013

ضرورت رشتہ

لڑکی کنواری عمر 24 سال M.A اسلامیات پڑھے لکھے گھرانے کا رشتہ درکار ہے۔

لڑکی کنواری' عمر 45 سال B.A ذات کی کوئی قید نہیں۔

ان دونوں کیلئے اچھے گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔ سلسلہ کے ساتھی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ 042-5167796